اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنعَمتَ

عَلَيهِم غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِم وَلَا الضَّالِّين

آمین

قیمت سالانہ عہ

رسالہ

قیمت بیرون سالانہ ۱ عہ

احمدی

جلد دوم

نمبر ۱ و ۲

بابت جنوری و فروری سنہ ۱۹۱۲ء

جس کو

عاجز قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار الحق و رسالہ احمدی

نے بارہ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

اپنے الحق پریس دہلی میں بحسن و خوبی طبع کرا کے شایع کیا

منشی محمد اعظم مینیجر مطبع ھذا

فی پرچہ ۲ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد دوم	نمبر اول

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکذب امرتسری

آریہ اور عیسائی اور موسائی ہے

لات اس بت کو الٹا کر کے
بنا کافر وہ خود جفا کر کے

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ احمدی بتوفیق ایزدی امرتسری نجدی کے مقابلہ میں کامیاب ہو گیا۔ اور جس بحث کو احمدی جلد اول نمبر اول لغایت ہفتم درج کیا تھا۔ مکذب امرتسری نے بالآخر اپنی زبان وقلم سے اس کا اقرار کر لیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ پہلے ہی سے وہ مان جاتا۔ تو یہ ذلت نہ ہوتی۔ سچ ہے ؎

آنچہ دانا کند کند ناداں	لیک بعد از خرابی بسیار

ہم امرتسری کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ کہ اس نے ہمکو آیندہ کی مشکلات سے جلد سبکدوش کر دیا۔ اور بہت پرانا قضیہ طے کر کے پبلک کو بتا دیا۔ کہ اہلحدیث اور احمدیوں کا اسیقدر فرق ہے جسقدر آریون یہودیون عیسائیون اور مسلمانون مین ہے۔ یعنی اہلحدیث بمقابلے احمدیوں کے مثیل نصارے ویہود و آریہ ہیں۔ اور احمدی مثیل اہلِ اسلام۔ یہ دوسری فتح ہے۔ جو یہودی پر احمدی کو حاصل ہوئی۔ اور احمدی کی جس فتحیابی کو امکانی طور پر ۲۵۔ نومبر ۱۹۱۱ء کے اہلحدیث میں بالفاظ ذیل مشتبہ قرار دیا تہا۔ کہ

"دہلی سے ایڈیٹر الحق لکھتے ہین۔ کہ ہین ایک رسالہ احمدی جاری کرنے والا ہوں جس ہیں اہلحدیث کے اعتراضات کے جواب دیئے جایا کرین گے۔ ہم بھی اس رسالے کا خوشی سے خیر مقدم کرنے کو طیار ہین شاید آپ ہی کے ہاتھ مین فتحیابی ہو" بلفظہ ملخصًا صفحہ ۵ کالم ۲

وہ فتح واقع ہو گئی۔ اور ایسی طرح ہوئی کہ امرتسری کو بزبان حال وقال اس کا اعتراف کرنا پڑا۔ احمدی کے پڑہنے والے جانتے ہیں۔ کہ جلد اول میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین و معاندین کو عمومًا اور اہلحدیث کو خصوصًا اور امرتسری خبیث کو بالخصوص ایسے مسکت دلائل سے مثیل یہود و نصاریٰ ثابت کیا گیا تہا۔ کہ جس کے جواب مین امرتسری خناس نے بد حواس ہو کر ۱۳ تاریخ ۱۱ء کے اہلحدیث مین

اپنے ہتیار ڈالدیئے۔ اور احمدی کی فتح اول کا یون اقرار کیا۔

"(احمدی) مین گالیان بڑے مزے کی دی جاتی ہیں۔ کیونکہ اس کا اڈیٹر اس فن مین خاص ملکہ رکھتا ہے۔ جس کا **مقابلہ** ہم سے **نہین ہو سکتا۔ اور اس کا ہمین خود اعتراف** ہے"

گالیون کا فیصلہ تو احمدی نمبر ۸ و ۹ مین ایسا کر دیا ہے۔ کہ انشاء اللہ امرتسری کے چھوٹے بڑے سبھی ملکر و لو کان بعضہم لبعض ظہیرا اسکی جوابدہی سے عاجز رہینگے۔ پس قاہرانہ استدلالوں کی ضربون کو مزیدار گالیان بتا کر فرار و گریز کرنا امرتسری کی ذلت اور عجز کی بیّن دلیل ہے۔ ورنہ اس کا فرض تہا۔ کہ مماثلت بہ یہود و نصارے کے الزام سے اپنی بریت ثابت کر دکھاتا۔ اور گالیون کا بہانہ بناتا برعکس اس کے کیا تو یہ کیا۔ کہ بالصراحت ہمارے مقابلے مین مماثلت یہود و نصارے و آریہ کا اقراری ہو کر اس کا اعلان بہی کر دیا ؎

یہودیت کا کیوں تجھکو مزا ہے پڑ گیا ظالم
ذرا بہی اس سے شرماتا نہیں کیا من مین ہتیارے
ہے سچ آخر وہی رہتا ہے ہو کر جو مقدّر ہے
بچائے کون اس کم بخت کو جسکو خدا مارے
یہ قاسم ناصح مشفق ہے تیرا اس سے مت گھبرا
اسیکے ہاتھ پر ہین داؤ تونے آج سب ہارے

معزز ناظرین! ذیل میں آپ اشر الناس امرتسری خناس کا مماثلت یہود و نصاریٰ پر اقرار ملاحظہ فرماویں۔ اور دیکھیں کہ کس طرح جادو سر چڑھ کر بولا ہے۔ ۲۴۔ مارچ ۱۹۱۱ء کے اخبار اہلحدیث صفحہ اول پر زیر سرخی "حکیم الامت کا فیصلہ" آپ فرماتے ہیں۔ کہ

"ہم مسلمانوں کا اور مرزائیوں کا اسیقدر فرق ہے جو

(۱) عیسائیوں اور محمدیوں میں ہے۔ کہ ایک فریق دوسرے کی نسبت ایک رسول کو زیادہ مانتا ہے"

صفحہ ۲ کالم اول سطر ۸ و ۹

اس عبارت کا مطلب صاف ہے۔ کہ ہم احمدی جنکو مرزائی لکھکر بخاری لکھتا ہے مسلمان محمدی ہیں۔ اور امرتسری اپنے ہمخیالوں کے ہمارے مقابلے میں عیسائی اور نصرانی ہے۔ آگے چلکر اس کی اور وضاحت کرتا ہوا پوچھتا ہے کہ

"ہمارا حق ہے۔ یا نہیں۔ کہ ہم آپ (یعنے مرزا صاحب علیہ السلام) کے حق پر وہ سوالات کریں جو آپ کے رسول کی رسالت کے منافی ہوں جس طرح عیسائی

(۲) اور آریہ وغیرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور مسلمان ان اعتراضات کو اٹھاتے ہیں۔ پس ٹھیک اسیطرح ہم ایک

جلسہ میں نبوت مرزائیہ پر معترض ہوتے ہیں۔ اوران
اعتراضات کے جوابات دینے کو آپ (حکیم صاحب)
تشریف لاویں۔ یا کسی وکیل کو (ایک کو یا کئی ایک کو)
بھیجیں۔" بلفظہ صفحہ ۲ کالم دوم سطر ۱۲ تا ۱۸

یہان کھول کر بتادیا ہے کہ جسطرح ایک عیسائی منکر نبوت محمدیہ اور آریہ منکر سلسلۂ رسالت نبوت حقہ پر اعتراض کرتا ہے۔ ان ہی کے نقش قدم پر چلکر امرتسری عیسائی اور آریہ کا دل وجگر لیکر نبوت مسیح محمدی پر معترض ہوگا۔ اور احمدی بحیثیت مسلمان اس نو عیسائی و نو آریہ کے اعتراضات کو اٹھاوے۔ غرض ۲۴۔ مارچ کو تو مماثلت بہ آریہ و نصاریٰ کا اقرار باللسان شایع کیا۔ اور ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ کو تصدیق بالقلب کرکے اپنی یہودیت بھی رجسٹرڈ کرادی چنانچہ وہ تصدیق بالقلب یہ ہے۔ کہ

"ہمارا اور مرزائیوں کا فرق عیسائیوں اور
محمدیوں یا موسائیوں (یعنے یہودیوں)
اور عیسائیوں کا سا ہے۔ جسطرح ان دونوں میں یہہ
(۴۸) تمیز ہے کہ ایک دوسرے سے ایک رسول زیادہ
مانتا ہے۔ اسیطرح قادیانی امت ہم مسلمانون
(انہیں عیسائیوں اور یہودیوں) سے زیادہ مرزا صاحب
کو رسول مانتے ہیں" بلفظہ المحدیث ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ صفحہ ۱ کالم دوم

سُبحان اللہ! اب تو میدان صاف ہو گیا۔ امرتسری نے رجسٹری بھی کرا دیا۔ کہ مرزائیوں نے ایک رسول اسیطرح زیادہ مان لیا ہے۔ جسطرح محمدیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عیسائیوں کے مقابلہ مین زاید رسول مانا ہے۔ اور حواریوں نے عیسٰے ابن مریم کو یہودیوں کے مقابلے مین زائد رسول مانا تھا۔ اور یہی مابہ الامتیاز ہے۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں مین احمدی مثل صحابہؓ و حواریانؑ ہیں۔ اور غیر احمدی مثل یہود و نصرانیان۔ الحمدُ للہ علی ذالک کہ دشمن رحمٰن اخی الشیطان کی زبان سے ہی حق ظاہر ہو گیا ہے۔ اور عدو مبین امرتسری لعین نے ہماری بزرگی تسلیم کر کے وہ منصب ہمارا قرار دیا جو تصدیق الرسل۔ اور "ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین" کہنے والوں کا تھا۔ اور اپنا مذہب تکذیب الرسل یعنے۔ لست مرسلا وبل نظنکم کاذبین" کہنے والوں کا قبول کیا۔ جنکے حق مین یہ فتوٰے الٰہی صادر ہو چکا ہے۔ کہ انّ الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا o اولئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا۔ اور خدا تعالیٰ کا بے انتہا فضل ہے اس قوم پر جس کا قدم والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیہ من یشاء o

این سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وائے برحال امرتسری جس کو شیطان نے ایسا گمراہ کیا۔ کہ ایک مامور من اللہ کی عداوت میں دین و ایمان ظاہری کو بھی خیرباد کہنے پر مستعد ہو گیا۔ اور کھلے بندوں یہودیت و نصرانیت کا اقبالی مجرم بنکر گروہ مغضوب و ملعون و ضالین میں بخوشی داخل ہوا۔ ربنا لا تجعلنا منھم آمین ط

ہوا احمد سے تو منکر یہودیت تجھے بھائی
کہاں سے تجھکو اے ظالم تری قسمت کہاں لائی
یہودی۔ آریہ۔ عیسائی بن کے کیا ایسا تو نے
بجز قہر الٰہی کونسی جاگیر ہاتھ آئی
یہودیت سے تھا انکار ابراہیم مسلم کو ؏
نفی نصرانیت کی ہے۔ خدا نے اس سے فرمائی
مگر تو نے اسی کو ہے کیا منظور خوش ہو کر
پرائی بدشگونی میں ہے اپنی ناک کٹوائی

؏ وماکان ابراھیم یہودیًا ولا نصرانیًا ولکن کان حنیفًا مسلمًا

بقیہ صفحہ ۲ کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں۔ اور بعض سے انکاری ہیں۔ جیسے یہودی اور عیسائی (یا امرتسری بمثیل یہود و نصارے۔ احمدی) اور چاہتے ہیں۔ کہ اس کے بیچ بیچ میں راہ نکالیں۔ ان لوگوں کو سخت ذلت پہنچیگی۔ یہی لوگ پکے کافر ہیں۔ گو یہ اپنے آپ کو (اہلحدیث) اور مومن کہیں (اور اب تو وہ خود مثیل آریہ و یہود و عیسائی۔ ہونے کا اقبال کرتے ہیں۔ احمدی) انہیں کافروں کے لئے ہمنے ذلت کا عذاب طیار کر رکھا ہے۔ بلفظہٖ تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ ۲۱۶

عداوت میں مسیحا کی مثیل ان کا بنا ظالم
کہ جن پر عیسیٰ و داؤد نے لعنت[1] تھی برسائی

چلا نقش قدم پر قاتلان انبیاء کے تو
کبھی ہے آریہ بنتا کبھی بنتا ہے موسائی

غضب یہ کام تکذیب الرسل کا ہے لیا تو نے
کہ جس سے ہونگے خوش دوزخ میں سب تیرے بڑے بھائی

وہی منصب کیا اپنے لیے تو نے مقرر ہے
جسے انجام دیتے تھے یہودی اور عیسائی

نمونہ تو نے ہے اپنے سلف کا آج دکھلایا
ترقی خوب یہ معکوس تو نے بے وفا پائی

مبارک تھا جو آیا نام پاکر ابنؑ مریمؑ کا
غلامی سے محمدؐ کی ملی جس کو مسیحائی

ہے حسرت تجھ پہ اے جاہل نہ ابتک تو نے پہچانا
بخاری نے تھی اس کی ایک پہچان بتلائی

---

[1] لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم ۵

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ ۔ ۵۲ اور جو لوگ اللہ کی توحید کو اور اس کے سب رسولوں کو مانتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی رسول کے ماننے میں تفرقہ نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں عنقریب اللہ قیامت کے دن انکے کاموں کے بدلے مناسب ان کو بخشیگا۔ اور ان کے سب گناہ معاف کردیگا۔ اس لیئے کہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ بلفظہٖ تفسیر ثنائی۔ (جلد دوم صفحہ ۲۰۶)

عبث ہے انتظار ابن مریم تجھکو اے نادان
نہ کر تو آل اسرائیل کے مانند خود رائی
بڑھا کر بندہ ناچیز کو معبود ٹھہرایا
خدا کے پاس کرسی عرش پر ایک اور بچھوائی
بشر مصداق الآن کما کان کا ہو کیونکر
پھر اس پر رفع جسمانی یہی ہے تیری دانائی
اسی کی آمد ثانی کی تو نے آڑ پکڑی ہے
یہ کیا دیوانگی ہے کیوں بنا جاتا ہے سودائی
ستم ہے علم و عقل و ہوش کھو کر تو ہوا رسوا
ترے پیچھے ہی پیچھے ہر جگہ پھرتی ہے رسوائی
ہزاروں ہو گئے عیسائی تیرے اس عقیدے سے
کروڑوں ہو گئے ملحد مگر تجھ کو نہ عقل آئی
گئے وہ دن کہ جب گندم نمائی جو فروشی سے
بنا لیتا تھا کام اپنا دکھا کر اپنی رعنائی
تری پردہ دری کے واسطے ہے احمدی نکلا
کہ جس نے خوب کر دی ہے تمہاری راز افشائی
صداقت مان لے اب بھی مسیح قادیانی کی
وگرنہ یاد رکھ کمبخت شامت تیری اب آئی
یہودی۔ آریہ۔ کیوں ہو کے عزّت فخر کرتا ہے

اسی پر بس نہیں بنتا نصاریٰ کا بھی ہی بھائی
مقابل احمدی کی ہو کے آخر منہ کی کھا بیٹھا
نہ تجھکو شرم کچھ آئی نہ تیری قوم شرمائی

پیارے ناظرین! آپ نے فریقین کی پوزیشن تو یقین ہے اب اچھی طرح سمجھ لی ہوگی۔ مگر ہم دوبارہ اس کو دلنشین کرنے کے لئے بتا دیتے ہیں۔ تاکہ آپ بخوبی یاد کرلیں۔ اور آیندہ امور متنازعہ فیما بین کا فیصلہ باسانی کرسکیں۔ سینئے۔ امرتسری اہلحدیث نے کھول کھول کر لکھدیا ہے۔ کہ منکرین رسالت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مصدقین حضور مغفور مین وہی نسبت ہے۔ جو ایک عیسائی اور محمدی یا یہودی اور عیسائی یا آریہ اور مسلمان مین ہے یعنی مصدقین مرزا صاحب کی مثال ایک محمدی ایک حواری ایک مسلمان کی ہے اور مکذبین حضرت اقدس کی ایک عیسائی ایک یہودی ایک آریہ کی ہے۔ پس جسطرح کہ ایک عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے اسیطرح امرتسری عیسائی اور اس کے ہمخیال مرزا صاحبؑ کے منکر ہین۔ اور جسطرح کہ ایک یہودی مسیح اسرائیلی کا مکذب ہے۔ اور جسطرح کہ ایک آریہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے انکاری ہے۔ بعینہٖ امرتسری آریہ احمد مجتبےٰ مسیح قادیانی علیہ السلام سے انکاری ہے۔ اور جسطرح کہ مسیح اسرائیلی کو نبی ماننے والا یہودی کے مقابلے مین ایک زائد رسول مانتا ہے۔ اسیطرح مسیح محمدی کو ماننے والا امرتسری یہودی کے مقابلہ مین ایک زائد

رسول مانتا ہے۔ اور جس طرح کہ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو بمقابلہ ایک عیسائی کے محمدی بے نزائد رسول مانا ہے۔ ویسا ہی احمدی نے امرتسری عیسائی کے مقابلے میں احمد علیہ السلام کو ایک زائد رسول مان رکھا ہے۔ اور جس طرح کہ ہر ایک رسول اللہ کو جو از آدم تا ایندم جسقدر بھی خدا کے مامور ہوئے ہیں ایک مسلمان نے بمقابلہ آریہ کے صادق اور نبی مانا ہوا ہے۔ اسیطرح امرتسری آریہ کے مقابلے میں احمدیوں نے تمام انبیا کو راستباز اور رسول مان لیا ہے۔ یہ ہے تفصیل ثنائی اقرار نمبر او ۲ و ۳ کی جو اہلحدیث اخبار سے ہم بالفاظ امرتسری اوپر نقل کر آئے ہیں۔ اور نمبر بھی دے آئے ہیں۔ علاوہ جانبین کی پوزیشن قائم کرنے کے ضمناً امرتسری یہودی نے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت پر بھی گواہی دیدی ہے جس کے ہم تہ دل سے شاکر ہیں اور وہ گواہی اس طرح ہے۔ کہ عند اللہ و عند المسلم یہ مسلّم ہے۔ کہ عیسائی کے مقابلے میں ایک محمدی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول ماننے میں برسرحق ہے اور یہودی کے مقابلے میں ایک حواری مسیح اسرائیلی کو نبی ورسول مانے میں صادق ہے اور آریہ کے مقابلے میں ایک مسلمان تمام نبیوں اور رسولوں کو راستباز ماننے میں سچا ہے۔ پس ٹھیک اسیطرح حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ماننے والے صادق ہیں راستباز ہیں۔ برسرحق ہیں سچے ہیں۔ کیونکہ یہ مثیل ہیں۔ ایک محمدی کے ایک حواری کے ایک مسلمان کے۔ اور جسطرح کہ عیسائی منکر نبوت محمدیہ اور موسائی

مکذب رسالت ابن مریمؑ اور آریہ کافر سلسلہ نبوت عند اللہ و عند المحمدی و عند الحواری و عند المسلم کاذب ہے۔ جاہل ہے۔ شیطان ہے۔ مردود ہے مطرود ہے۔ مغضوب ہے۔ مرعوب ہے۔ ملعون ہے۔ ٹھیک اسی طرح منکر نبوت و رسالت مسیح محمدی جو عیسائی ہے۔ موسائی ہو۔ آریہ سخت ہے کاذب و مردود و ملعون ہے۔ اور جس طرح ایک محمدی ایک حواری ایک مسلمان زائد رسول ماننے میں کاذب نہیں ہے۔ اسی طرح ایک احمدی زائد رسول ماننے میں کاذب نہیں۔

بول او امرتسری یہودی! یہ استدلال کیسا زبردست اور دندان شکن ہے۔ اور بتا او امرتسری نصرانی! یہ مماثلت و مطابقت کیسی مسکت و عام فہم ہے۔ اور کہہ او امرتسری آریہ یہ جواب کیسا مطابق واقعات اور مبنی بر مسلمات ہے؟ اگر ہے۔ تو بلا چون و چرا تسلیم خم کر دے۔ اور مسلمان بن جا۔ اگر نہیں تو ذیل کے سوالات کا صحیح اور سچا جواب دے۔ کہ

۱ محمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی صادق اور ایک زائد رسول ماننے میں سچا ہے یا نہیں۔ اور اس کے مقابلے میں عیسائی معترض کاذب ہے۔ یا نہیں؟

۲ ایک حواری مسیح اسرائیلی کو خدا کا رسول اور زاید نبی ماننے میں صادق ہے۔ یا نہیں۔ اور اس کے مقابلے میں یہودی معترض جھوٹا ہے یا نہیں؟

۳ ایک مسلمان تمام نبیوں کو خدا کا فرستادہ مانتے ہیں۔ برحق ہے یا نہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں آریہ معترض مردود و ملعون ہے یا نہیں؟

۴ تو نے اپنا منصب ایک آریہ ایک یہودی ایک عیسائی کا اور ہمارا ایک محمدی۔ ایک حواری۔ ایک مسلمان کا قرار دیا ہے۔ یا نہیں؟

۵ اگر دیا ہے۔ تو جس صورت میں تیرے بڑے بھائی آریہ یہودی اور عیسائی ایک زائد رسول ماننے والے کے مقابلہ میں مفتری اور کذاب اور ملعون و مردود ہیں۔ تو تیرا بھی وہی حال ایک زائد رسول ماننے والے احمدی کے مقابلے میں جبکہ تو آریہ یہودی۔ عیسائی بنتا ہے۔ ہوگا یا نہیں؟

۶ اگر تیری یہودیت اور نصرانیت اس کہنے پر تجھے مجبور کرے کہ تمام رسولوں کی رسالت عموماً۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم و مسیح ابن مریم کی خصوصاً چونکہ ثابت شدہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا منکر اور مکذب البتہ ملعون ہے۔ مگر مرزا صاحب سلام علیہ کی رسالت ثابت نہیں۔ اس لئے ان کے مکذب کا وہ حال نہیں ہوگا۔ تو اس کے متعلق ذیل کے سوالات کا جواب دے

۷ کہ تمام رسولوں کی رسالت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و مسیح ابن مریم کی نبوت کس کے نزدیک ثابت شدہ ہے؟ آیا آریوں کے یا عیسائیوں کے۔ یا یہودیوں کے؟ یہ

امر بھی ہے۔ کہ مذکورہ بالا تمام رسالتین۔ انہی کے نزدیک ثابت شدہ ہین۔ جو ان کو رسول اور نبی مان چکے ہین۔ آریوں۔ عیسائیون۔ یہودیون کے نزدیک ثابت شدہ نہیں۔ اب خود ہی فیصلہ دے۔ کہ جس حالت مین ہر ایک رسالت صرف ماننے والے کے نزدیک ہی حق و راست ہے اور مصدق کا ایمان ہی مکذبین کے مردود و مطرود ہونے کی دلیل ہے تو پھر مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوت و رسالت کو بھی اسی پر قیاس کر کے کیون نہ مانا جائے۔ کہ مصدقین حضور مغفور لامع النور کے نزدیک چونکہ آپ کی صداقت کالشمس فی النہار ثابت ہے۔ گو تو آریہ تو یہودی کے نزدیک نہ ہو لہذا آپ کے مکذب و مکفر لاریب مخذول و مغضوب و ماخوذ ہیں۔ اور آپ صادق و مصدوق و مرحوم ماجوابکم فھو جوابنا ۔

چھڑانے سے نہ چھوٹیگا ارے ظالم نہ جان ل
وفاداروں کے خون کا داغ کیا دامن ہے خنجر کا

سُن او امرتسری یہودی جبکہ فریقین کی پوزیشن معلوم ہو گئی۔ اور طرفین کے منصب قایم ہو چکے۔ تو ہم اب تیرے اس سوال کا جواب بھی دیتے ہیں جس کو تو نے اپنے اعمال نامہ مورخہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء میں کیا ہے جس کے اصلی الفاظ اوپر نمبر ۲ مین نقل ہو چکے ہین جس مین تو نے پوچھا ہے۔ کہ

"ہمارا حق ہے یا نہیں۔ کہ ہم ٹھیک اسیطرح جس طرح عیسائی آریہ وغیرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر

اعتراض کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی نبوت پر معترض
ہوں۔ اور آپ بحیثیت مسلمان ان اعتراضات کو اٹھا سکتے ہیں؟
ہاں! ایسی حالت میں جبکہ آپ آریہ اور یہودی بنے ہیں بے شک
آپ کا حق ہے۔ کہ شوق سے یہودیانہ ڈیوٹی بجا لائیں بے شک آپ
یہودیانہ۔ عیسائیانہ۔ آریانہ اعتراض کرتے رہیں۔ وہ تمام حقوق جو ایک
یہودی اور آریہ اور عیسائی۔ دشمن انبیا اسلام کو حاصل ہیں۔ آپ کو
بھی ہیں۔ جو حق تکذیب الرسل کا ان کو تھا۔ وہی آپ کو ہے جس طرح
یحرفون الکلم عن مواضعہ وہ کرتے تھے آپ بھی کرسکتے ہیں جو قول
انا قتلنا المسیح عیسے ابن مریم ان کا تھا۔ وہی آپ کا بھی ہے غرضیکہ
آپ شبرا بشبر اً قدم بقدم نعل بالنعل ان کی ریس کریں
اور کر رہے ہیں۔ لیکن یہ تو فرمایئے ہمارا منصب جو آپ نے ایک محمدی
ایک حواری ایک مسلمان کا قایم کر دیا ہے۔ ہمیں بھی حق حاصل ہے۔ یا
نہیں کہ ہم بھی آپ کے اعتراضات کو اسیطرح اٹھاویں جسطرح
ایک محمدی عیسائی کے اور ایک حواری یہودی کے۔ اور ایک مسلمان
آریہ کے اعتراضات کو اٹھاتا ہے۔ اور ہم کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں
یا نہیں۔ جو مطابق قرآن موافق اسلام مصدقین الرسل کو حاصل ہیں؟
امید ہے کہ آپ اس کا جواب باصواب دیکر مشکوری کا موقعہ دینگے
اور ساتھ ہی ذیل کے سوالات کو بھی حل کر دینگے تاکہ آپ کے یہودیانہ
عیسائیانہ۔ آریانہ اعتراضات کے جواب دینے میں وہ حل کار آمد ہو سکے

وہ سوال یہ ہیں :-

ا آپ ان تینوں یعنی عیسائی۔ یہودی۔ آریہ کو ایک ہی دفعہ بھگتیں گے۔ یا باوقات مختلف؟

ب ۲ اگر ایک ہی دفعہ بھگتیں تو یہ ناممکن ہے کیونکہ اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ جو محال ہے۔ یہودی اور عیسائی میں نقیض ہے اور پھر عیسائی یہودی۔ آریہ میں اختلاف ہے بنابریں باوقات مختلف ہی ان جونوں میں آپ داخل ہوں گے۔ ایسی صورت میں کونسی جون میں پہلے جلوہ افروز ہونگے؟

ج ۳ ترتیب زمانی تو اس کی مقتضی ہے کہ آپ پہلے آریہ کے چولہ میں آویں پھر یہودی کے لباس میں پھر عیسائی کے قالب میں کیونکہ اسی طرح یکے بعد دیگرے ان کا ظہور ہوا ہے۔ یہ ترتیب اگر پسند خاطر شریف ہو۔ تو پھر فرمایئے۔ کہ آریہ جون میں ہو کر آپ جب ہم پر معترض ہونگے۔ اس وقت تمام سلسلہ نبوت سے منکر ہوں گے۔ یا صرف نبوت مسیح علیہ السلام ہی سے؟ ایسا ہی جب ترقی کر کے یہودی جسم اختیار کرینگے اس وقت مسیح اسرائیلی و نبی عربی علیہم الصلاۃ سے ہی انکاری ہونگے۔ یا صرف مسیح محمدی سے ہی؟ ایسا ہی جب آگے قدم بڑھا کر نصرانی قالب قبول کرینگے اس وقت رسالت محمدیہ سے ہی انکار ہوگا یا صرف

صداقتِ احمدیہ سے ہی ؟

د۔ اگر صرف مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت و رسالت کے ہی مکذب ہونگے۔ نہ دیگر انبیا کے۔ تو یہ ترجیح بلا مرجح ایک ایک آریہ ایک یہودی۔ ایک عیسائی سے کیونکر جائز ہے

ھ۔ یہودیوں کے مسیح اسرائیلی پر۔ اور عیسائیوں کے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اور آریوں کے سب رسولوں پر جو اعتراض ہوتے ہیں۔ ان کے جو جواب مسلمانوں کی طرف سے دیئے جاتے یا دیئے جائیں گے۔ ان میں یہ بھی شرط ضروری ہے۔ کہ جب تک معترض ان جوابات کو تسلیم نہ کرلے اس وقت تک وہ جواب جواب نہیں سمجھے جائیں گے ؟

و۔ اگر یہ شرط نہیں ہے تو کس معیار سے سمجھا جاوے کہ عیسائی معترض کا اعتراض باطل ہوچکا۔ اور مسلمان کا جواب صحیح ہے اور وہ معیار تصدیق عقلی ہے۔ یا نقلی ؟ اگر عقلی ہے۔ تو یہودی۔ آریہ۔ عیسائی معترض کی عقل سے جانچا جائے گا۔ یا محمدی حواری مسلمان مجیب کی عقل سے۔ یا ہر دو کے اتفاق سے ؟ اور اگر وہ تصدیقی معیار نقلی ہے۔ تو مسلمہ فریقین ہونا چاہئے۔ یا صرف ایک فریق کا مسلمہ۔ اگر ایک فریق کا مسلمہ ہوگا تو معترض کا یا مجیب کا ہوگا۔ ؟

ز۔ ایک آریہ سلسلہ رسالت پر ایسے اعتراضات کرتا ہے۔ کہ

جس سے وہ سرے سے نفس رسالت کا ہی منکر ہو جاتا ہے
اور ایک یہودی نبوت مسیح اسرائیلی کے منافی اعتراضات کرتا
ہے۔ اور ایک عیسائی رسالت محمدیہ پر وہ اعتراض کرتا
ہے۔ جو منافی رسالت نبی عربی سلام علیہ کے ہوتے ہیں
اس کے جواب میں مصدق رسل اپنے علم میں ان اعتراضات
کو اٹھاتا ہے۔ لیکن آریہ۔ یہودی۔ عیسائی۔ معترض اس کے
کسی جواب کو صحیح نہیں قرار دیتا۔ اور نہ خاموش ہو جاتا ہے
بلکہ جوابوں پر بھی مضحکہ اڑاتا بخیال خود جرح و قدح کر کے
تمام جوابوں کو مجروح سمجھ لیتا ہے۔ تو ایسی حالت میں
نبوت محمدیہ و رسالت مسیحیہ باطل ہو جائے گی۔ اور مصدق
کے تمام جوابات فضول و لچر و ناقابل غور قرار پائیں گے
یا بحال خود صحیح و معقول متصور ہو کر مثبت سلسلہ نبوت و
رسالت محمدیہ و نبوت مسیحیہ ہونگے؟

ج اگر شق اول ہے کہ معترض کا جوابوں کو صحیح نہ قرار دینا نبوت
محمدیہ و مسیحیہ کو باطل کر دیتا ہے۔ تو پھر کونسا ذریعہ
اثبات رسالت کا ایک مصدق رسالت کو مکذب کے سامنے
پیش کرتا ہوگا۔ جس سے مکذب مصدق ہو جائے یا ساکت
اور اگر شق ثانی ہے۔ کہ معترض کا جوابات سے انکار یا ان کو
غیر صحیح کہنا نبوت محمدیہ و مسیحیہ کو باطل نہیں کر سکتا۔ اور نہ

جوابات مصدق کو کچھ و ناقابل غور قرار دے سکتا ہے
بلکہ سب دلائل مصدق مجیب کے بحال خود قایم رہ کر مثبت
نبوت محمدیہ و مسیحیہ کہے جاوینگے۔ تو بیشک آپ کو
ذرا بھی مفید اور ہم کو رتی بھر مضر نہیں۔ آپ پوری یہودیت
کامل نصرانیت سے یہودیانہ اعتراض کریں۔ عیسائیانہ معترض
ہوں۔ آریانہ بہتان لگائیں۔ ہم محمدیانہ احمدیانہ مسلمانانہ
جواب دے کر۔ تمام اعتراضوں کو باطل کرینگے۔ اس پر آپ
اگر ہمارے جواب نہ مانیں۔ تو کیا اس سے احتمال ہے
کہ جوابات کمزور اور ناقابل غور ہوسکتے ہیں۔ یا آپ کے
انکار و عدم تسلیم جوابات سے رسالت مسیح محمدی علیہ السلام
باطل کہلا سکتی ہے۔ جیسا کہ آپ کے اسلاف اصیل یہود
و نصاریٰ و ہندیہ نے باوجود جوابات پانے کے کسی رسالت
کو بھی باطل اور جوابات کو ناقابل نہیں کردیا۔ ٹھیک اسیطرح
ان کے مثیل آپ بھی جس کو انکی مماثلت کا زبانی اقبال بھی ہے
اگر جوابات پاکر منکر و مکذب ہی رہیں۔ تو ہمارا کیا نقصان ہے
اور ان کا کیا فائدہ؟

براہ مہربانی ان سوالوں کا معہ پچھلے سوالوں کے جواب عطا فرماکر
اپنی فاضلانہ قابلیت اور مناظرانہ لیاقت کا اظہار کیجئے۔ مگر ساتھ ہی
اپنا وہ گندہ شعر جو شراب کی پرستی میں آپکے منہ سے نکلا ہوا ہے

آپ گایا کرتے ہین۔ یاد کرکے بقائمی ہوش و حواس جواب لکھنا۔ وہ شعر بھی یاد دلادوں۔ شاید بے ہوشی مین یاد نہ رہا ہو۔ تو سن لیجئے۔ وہ یہ ہے

سنبھل کر پاؤن رکھنا میکدے مین شیخ جی صاحب (لیجئے اپنے بھیا)
یہان پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہین ہان

اور احمدی کا جواب بھی اس کے متعلق ملاحظہ فرمایئے ؎

بدکار میکدہ کی تجھے سوجھتی ہے خوب | پاکیزگی تو دیکھئے پرہیزگار کی
مے خوار ہوشیار آگیا ہے محتسب | کوڑون سے جو اتاریگا مستی خمار کی

اف امرتسری نادان۔ دشمن دین و ایمان مسیح موعود کے مقابلے مین تو نے یہودی۔ عیسائی اور آریہ بنکر بجز اپنی روسیاہی کے کیا حاصل کیا؟ تو نے آپ اپنے پاؤن کلہاڑا مار لیا۔ کہ لعنتی منصب بھی قبول کیا۔ اور تکذیب الرسل کا چارج بھی لیا۔ مگر نتیجہ خسر الدنیا والاخرۃ ہی ملا۔ بدقسمتی سے پہلے شیر پنجاب کا ٹائٹل پایا تو وہ بھی ذلیل کہ واحد العین رنجیت سنگہ و دشمن اسلام کا مثیل کہلایا۔ بڑی جد و جہد سے تو اپنا منصب جو تجویز کیا۔ تو وہ یہودی مغضوبین اور نصارے ضالین اور آریہ ملعونین کا کیا۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین

اب دیکھہ۔ تیری کیسی گت بنتی ہے۔ اور آریت و یہودیت عیسائیت تجھے کیسا ذلیل کراتی ہے۔ ؎

ہوا امرتسری پر بلا خدا کی یہ عنایت ہے | اوڑا ہوش و حواس سکانہ اس کے واکو راحت ہے
چھپا میدان مین آگئے تو اب شیطان سب بھاگے | مسلسل کامیابی کی دہی یہ اک علامت ہے

ایک بات اور قابل ذکر ہے۔ جو امرتسری کے عہد شباب ہونیکی بین دلیل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خناس امرتسری نے جب سے نماز پڑھنی شروع کی ہے۔ سورہ فاتحہ کو ہر ایک رکعت اور نماز میں اگر پنجگانہ نماز ہین ادا کرتا رہا ہے تو ضرور پڑھا ہوگا۔ اور فاتحہ پڑھتے ہوئے یہ دعا بھی ضرور زبان سے نکالی ہوگی۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۵

اور اس دعا مین یہ درخواست کی گئی ہے "کہ اے مولا۔ دین میں ہمین سیدھی راہ پر پہنچا۔ اور اگر یہی ہے۔ کہ جسپر ہم ہین۔ تو اسی پر ہمین قایم رکھ۔ اے ہمارے مولا ہماری یہ آرزو نہین۔ کہ جس راہ کو ہم ناقص العقل سیدھی سمجھیں۔ یا ہمارے اور بھائی اچھی جانین۔ وہ دکھا حاشا و کلا۔ بلکہ ان بزرگون کی راہ پر پہنچا۔ جنپر تو نے بوجہ ان کی دینداری کے بڑے بڑے انعام کیئے۔ اور عطیات دیئے۔ اور مہربانیان مبذول فرمائین نہ ان بے ایمان لوگون کی جن پر ان کی بے ایمانی کے سبب سے غضب کیا گیا۔ جیسے یہودی وغیرہ۔ اور نہ ان لوگون کی جو بوجہ اپنی کوتاہ اندیشی کے گمراہ ہین۔ جیسے عیسائی وغیرہ۔ اے ہمارے مہربان مولا۔ ہم عاجزون کی یہ التماس مخلصانہ قبول فرما" بلفظہٖ تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۲۰ و ۲۱

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا امرتسری یہودی کی یہ مخلصانہ التماس قبول ہوئی یا نہیں؟ اس کی تحقیق کا آسان طریقہ ہے۔ کہ ہم داعی کے اقوال سے ہی ثبوت پیش کرین۔ کہ اس کی دعا قبول ہوئی یا نہیں۔ اس دعا

مین یہ چاہا گیا ہے۔ کہ

۱ داعی یعنے سایل اور دعا کرنے والے کو سیدہی راہ پر پہنچایا جاوے۔

۲ یعنے اس راہ پر پہنچایا جاوے جس راہ پر چلنے والوں نے بڑے بڑے انعام پائے۔

۳ اور اس راہ سے بچایا جاوے۔ جو بے ایمان یہودیوں اور گمراہ عیسائیوں وغیرہ کی ہے۔ وغیرہ میں آریہ وغیرہ وغیرہ سب آگئے۔

کیا ثناء اللہ امرتسری کی یہ دعا قبول ہوئی ؟ کیا وہ منعم علیہم یعنے انبیا وصدیق وشہدا وصالحین کی راہ پر پہنچایا گیا۔؟ اور بے ایمان یہود وگمراہ عیسائی وملعون آریہ کی راہ سے بچایا گیا۔؟ ان تینوں سوالون کا جواب ایک ہے کہ ہرگز یہ دعا قبول نہین ہوئی۔ کیونکہ ثناء اللہ نے خود اس کی تمام قبولیت پر مہر لگا دی ہے۔ جب کہ اس نے اعلان کردیا۔ کہ

"ہمارا (یعنے ثناءاللہ کا) اور مرزائیون کا فرق عیسائیون اور محمدیون اور موسائیون اور عیسائیون کا سا ہے"۔ بلفظہ

لہذا سوال دوم وسوم کا صاف جواب ہاتھ آگیا کہ آجتک جتنی دفعہ بھی یہ دعا امرتسری خبیث نے طوطے کی طرح رٹی ہے وہ بالکل رد ہوگئی اور اسکو منعم علیہم مین نہین پہونچایا گیا۔ بلکہ مغضوب

وضالین کا مثیل بنایا گیا کیونکہ وہ انہیں کے نقش قدم پر چلا۔ اور اس نے خود اپنی مماثلت کا ایک یہودی اور ایک آریہ اور ایک عیسائی کے ساتھ اقرار کرکے وما دعاء الکافرین الا فی ضلال کا ثبوت دیدیا

بالمقابل اس عبد الرحمن عدو الشیطان کو دیکھو جسکی یہی دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم مقبول و منظور ہوکر وہ منعم علیہم گروہ کا مثیل بنایا گیا۔ اور اس کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا معزز خطاب اور ابن مریم کا مکرم لقب اور مسیح الموعود کا معظم عہدہ اور مہدی مسعود کا جلیل القدر رتبہ عطا فرمایا گیا ؎

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ ال محمد و خلفاء محمد و بارک وسلم

اَف اَمُحَمَّدِیُو اِیْھُودِیُو اَوْ صَابِیُوْا

بتاؤ تو سہی۔ کہ دو شخص بحضور رب العالمین رحمن و رحیم ایک ہی درخواست بطریق دعا بدین مضمون۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پیش کرتے ہیں۔ اور مضمون درخواست بھی وہ ہے۔ جو مصدقہ مالک یوم الدین ہے۔ جس درخواست کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ہمکو ان کا مثیل بناوے۔ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اور وہ منعم علیہم کون ہیں؟ ان کا نشان و پتہ سورہ النساء کے رکوع ۹ میں یہ

بتایا گیا ہے۔ کہ الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین و
الشہداء والصالحین" وہ نبی صدیق شہید اور صالحین ہیں۔ اور
یہی دعا اسی درخواست میں کی گئی ہے۔ کہ ان کا مثیل نہ بنایو۔ جن پر
ہمیشہ اغضب نازل ہوا ہے۔ اور جو گمراہ ہیں مغضوب سے بالاتفاق
یہودی اور ضالین سے عیسائی وغیرہ مراد ہیں۔ بعد ازیں درخواست
مذکورکی سماعت اور دعا کی قبولیت و عدم مقبولیت کا ہردو شخص
اپنے اپنے افعال و اعمال و اقوال سے یوں ثبوت دیتے ہیں بلکہ
ایک داعی یعنے درخواست دہندہ علی رؤس الاشہاد کہتا ہے
کہ میری التجا اور گذارش کہ اے رب العزت مجھے منعم علیہم کا مثیل
بناوے منظور ہو کر حکم صادر ہوا۔ کہ جعلناک المسیح عیسی ابن
مریم۔ ہم نے تمکو عیسے ابن مریم کا مثیل بنایا۔ اور چودہویں کا قمر
الانبیاء اور مجدد الوقت کر دیا اور للکار کر کہدو کہ منعم مسیح ببانگ بلند ہمیکو

[illegible]

دوسرا۔ سائل جس کی بھی یہ ہی درخواست تھی۔ وہ اعلان کرتا
ہے۔ کہ مدعی تثلیث مسیح کے مقابلے میں میرا منصب ایک آریہ ایک
یہودی ایک عیسائی کا ہے۔ پس بتاؤ کس کی دعا اور درخواست منظور
ہوئی اور کسکی مردود؟ آیا اس کی جو مثیل مسیحیت کا مدعی ہوا اور لاکھوں
نے اس کے دعوے کو تسلیم کر لیا۔ یا اس کی جو یہودیت اور نصرانیت
کا اقبالی ہو کر ان کی مماثلت پر فخر کرتا ہے؟

ایک اور طرح سے مسیح محمدیہ کو

احکم الحاکمین ایک سرکلر جاری فرماتے ہین۔ اور اپنے وایسرائے کو اس سرکلر کے تمام رعایا کو سنادینے کا اس طرح حکم دیتے ہین کہ قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم واللّٰہ غفور الرحیم یعنے تو (اے محمدؐ) کہدے کہ اگر تم اللّٰہ سے محبّت رکھتے ہو۔ تو میرے پیچھے چلو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ اور تمھارے گناہ معاف کردے گا۔ خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے تفسیر ثنائی جلد ۲ صفحہ ۱۷ اور ساتھ ہی اس بشارت اور انعام کا اعلان کرتے ہین۔ کہ من یطع اللّٰہ والرسول فاولٓئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبین و الصدّیقین والشھداء والصّٰلحین۔ وحسن اولٓئک رفیقا ذالک الفضل من اللّٰہ وکفیٰ باللّٰہ علیما ۵ یعنے جو لوگ اللّٰہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ وے ان لوگون کے ساتھ ہونگے جنپر خدا نے انعام کئے ہیں۔ یعنے اللّٰہ کے نبی اور صدیق اور شہید اور نیکوکار۔ اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہین۔ انکی صحبت مین رہتے والا بھی وہی انعام پاوے گا۔ جو ان کو ملے گا۔ یہ مہربانی خاص خدا کی طرف سے ہوگی۔ بلفظہ تفسیر ثنائی جلد دوم صفحہ ۱۸۲

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا امرتسری یہودی تحبّون اللّٰہ اور یحببکم اللّٰہ کا مصداق بن کر یطیع اللّٰہ والرسول پر عمل کرے۔

منعمین کی رفاقت سے مشرف ہو کر مورد انعام الٰہی ہوا۔ یا حضرت اقدس مسیح قادیانی علیہ السلام۔ اس کا جواب بھی ہر دو کے حال و قال سے بخوبی مل جاتا ہے چنانچہ مسیح قادیانی امام ربانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ ؎

ہست قرآن در رہِ دین رہنما ۔ در ہمہ حاجات دین حاجت روا

آں زرِ گر بِرہ حق کہ از خود فانی اند ۔ آبنوش از چشمۂ فرقانی اند

سیدِ شاں آنکہ نامش مصطفےٰ است ۔ رہبر ہر زمرۂ صدق و صفا است

تابعش بحرِ معانی مے شود ۔ از زمینے آسمانی میشود

ہر کہ در راہِ محمد زد قدم ۔ انبیا را شد مثیل آں محترم

تو عجب داری ز فوز این مقام ۔ پا نہ بند نفس گشتہ صبح تا شام

بلفظہ الشریف ضیاء الحق صفحہ ۱۱۰

اور فرماتے ہیں۔ کہ

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بد ذاتی ہے۔ کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے۔ کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا۔ اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف

دعوت کرتا ہوں۔ کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں"۔ بلفظہ الشریف تریاق القلوب صفحہ ۵ تا ۷

اور فرمایا ہے۔ کہ

"میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ملا ہے"

بلفظہ الشریف آئینہ کمالات اسلام ص ۲۷۷

ان اقتباسات سے بالتصریح ظاہر ہو گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام مماثلت انبیاء کے مدعی ہوئے۔ اور صاف طور پر اعلان فرمایا۔ کہ میں نے یحببکم اللہ کا ثبوت فاتبعونی پر عمل کر کے دیا۔ تو یحببکم اللہ کا مصداق بن کر منعمین کی رفاقت سے مشرف ہوا اور وہی انعام پایا جو ان کو ملا تھا۔ اس کے مقابل امرتسری حنیف ایڈیٹر اہل حدیث کے قول اور اقرار ملاحظہ فرمائیے۔ جو بڑا مدعی تبعیت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

"جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی تحسبھم جمیعًا وقلوبھم شتی وہی ہمارے حق میں ہے۔ بلفظہ اہلحدیث ۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۶

۲ "جتنے رسوم شرکیہ اور بدعیہ مسلمانون مین آجکل ہو رہے ہین وہ صوفیون ہی کی مہربانی کا اثر ہے جو قرآن و حدیث پڑھے ہوئے ہین"

۳ قرآن مجید مین یہودیون کی مذمت کی گئی ہے۔ کہ کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہین۔ اور کچھ نہیں مانتے۔ افسوس ہے۔ کہ آج ہم اہل حدیثون مین بالخصوص یہ عیب پایا جاتا ہے

بلفظہ اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۹

ان تین اقرارون سے تو یہ ظاہر ہوا۔ کہ مدعی عمل بالحدیث بالعموم اہلحدیث کو ان افعال کا مرتکب اور ان آیات کا مصداق قرار دیتا ہے۔ جو یہود نامسعود کیا کرتے ہین۔ مگر ۲۴ مارچ و ۲۸ اپریل ۱۹۱۱ء مین پہنچکر جب یہودیت کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ تو خود بدولت نے اپنے حق مین ہی مندرجہ ذیل فتوے دیکر اعلان کر دیا۔ کہ

"ہمارا اور مرزائیون کا وہی فرق ہے۔ جو آریون یہودیون اور عیسائیون کا مسلمانون سے ہے۔ کہ ایک رسول زاید مانتے ہین۔"

ناظرین! آپ غور فرمائین۔ کہ کبھی وہ شخص بھی جو تحبون اللہ ویحببکم اللہ کا مصداق بنکر یطع اللہ والرسول کا عامل ہو۔ اپنے آپکو مثل آریہ و یہود و عیسائی قرار دے سکتا ہے ہرگز نہیں حاشا وکلا۔ کیا ایسا شخص بھی انبیاء و صدیق و شہدا و صلحا کا مثیل ہو رفیق کہلا سکتا

ہے۔ جو آریہ یہودی بنتا ہو وے

مری تو ہے بات زہر اس کو وہ اس کے مطلب ہی کی نہ کیوں ہو
کہ اس سے جو التجا سے کہنا غضب ہے اس کو وہی نہ کرنا
مدار ہے ناصحو! تم ہی پر تمام اب اس کی منصفی کا۔
ذرا تو کہنا حضرت داگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا!

تعجب ہے کہ امرتسری اشرکی مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں طالمودی یہودی۔ اور پولوسی عیسائی بنکر بھی تسلی نہ ہوئی۔ جو اس سے ہی وہ ترقی کر کے ویاندی آریہ بننے پر تیار ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریوں سے متواتر شکستیں کھا کھا کر جب ذلیل ہوا۔ تو ناچار دیانندی آریہ بننا ہی پسند کیا۔ سہ

کند ہمجنس با ہم جنس پرواز ... علاوہ ازیں

اپنے پیارے دھرمپال کو دیکھکر بھی اس کے منہ میں پانی بھر آیا تب ہی تو آریہ سماج کو ابر رحمت بتایا۔ اور رنگ زرد منہ شغال کو اسلام میں پیارے دھرمپال۔ پیارے دھرمپال کہکر منہ لگایا۔ اور آریہ سماج کو اپنے شدادی بہشت میں داخل فرمایا۔ ایک شخص مسلمان یک مصدق مومن انبیاء ایک تابع قرآن ایک مطیع سید الانس و الجان صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایسی قوم اور جماعت کے حق میں جس کی زبان نے خداوند کریم سے لیکر تمام برگزیدگان و رسلان رحمٰن کو گندی سے گندی گالیاں دے کر اپنے تئیں کندہ دوزخ بنا لیا ہو۔ اور کوئی

خانہ اعمال کا بغیر سیاہ کئے نہ چھوڑا ہو بہشتی ہونے کی دعا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مگر آپ مندرجہ ذیل رائے کو پڑھ کر حیران ہونگے کہ امرتسری یہودی نے اپنی حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی۔ اور قرآن خوانی و حدیث دانی کا کیا اچھا سرٹفکیٹ پیش کیا۔ جبکہ لکھا۔ کہ

"گو ہماری رائے سے کوئی متفق ہو۔ یا نہ ہو۔ مگر ہم تو اپنے وسیع تجربے کی بنا پر یہی کہتے ہیں۔ اور کہینگے۔ کہ آریہ سماج اسلام اور اہل اسلام کے لیئے ابر رحمت ہے ....
...... اس لیئے دعا ہے کہ۔ آریہ سماج کو بہشت نصیب ہو۔ بلفظہٖ بقدر الحاجۃ اہلحدیث ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

آگے پہنچکر اس رائے پر زیادہ زور دیتے ہوئے ایک آریہ اخبار پرکاش کے ایڈیٹر کو لکھتا ہے۔ دیکھو اہلحدیث مورخہ ۱۱۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱ کالم دوم

"یاد رکھیئے اہلحدیث (امرتسری خبیث) اس رائے (نامعقول) پر بڑی مضبوطی سے قایم ہے اور رہیگا۔ کہ آریہ سماج ابر رحمت ہے۔ میں آپ کو اس سے بھی مطلع کردوں۔ کہ اہلحدیث کی نگاہ میں آریہ سماج کی کوئی حرکت بھی ناپسند نہیں عام رائے میں آریہ سماج اس لیئے بُری ہے۔ کہ گندہ دہن ہے۔ مگر اہلحدیث نے اس کی گندہ دہنی سے جو فوائد دیکھے ہیں۔ وہ کہنے میں نہیں آسکتے۔"

(سب سے بڑا فائدہ تو یہ دیکھا۔ کہ آریہ سماج نے جب اسلام و بانی اسلام الف الف علیہ السلام کی تکذیب مین نامعقول اعتراضات بدزبانی کے ساتھ کیئے۔ تو خواہ مخواہ مسلمان کہلانیوالون کو رنج اور صدمہ ہوتا ہی تھا۔ ہوا۔ انکی جیبیں کاٹنے کے لیئے بیہودہ اور لایعنی رسالے پوچ و پچر استدلالون سے سیاہ کر کے جو غلط در غلط نامون سے موسوم تھے اہلحدیث امرتسری خبیث نے لکھکر خاصہ ذریعہ آمدنی کا بنا لیا۔ دوسرا فائدہ دم نقد یہ حاصل ہوا۔ کہ سماجیون نے جا بجا لیکچر دینا اور مسلمانون کو مباحثہ کے لیئے للکارنا شروع کیا۔ تو آن جناب نے اپنی ٹانگ اڑا یو میہ فیس کا حیلہ نکال لیا جس کی کساد بازاری بفضل الہی دن بدن ہو رہی ہے۔ اور آیندہ انشاء اللہ آپ کو کوئی پوچھیگا۔ بھی نہین۔ کہیئے یہی وہ فائدے ہین۔ نا جو کہتے ہین نہیں آسکتے۔ احمدی)

جو وجوہات آریہ سماج کو ابر رحمت قرار دینے کے بیان کیتے ہین۔ وہ نہایت بیہودہ اور لغو خلاف کتاب اللہ ہین جس سے فضیلتمآب کی علم دین سے پوری جہالت اور قرآن مجید سے کلی ناواقفیت ثابت ہوتی ہے۔ ہم نے ان وجوہات کو نقل نہین کیا۔ چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت کے لیئے جبکہ امرتسری آریہ ہمارے اس مضمون کے جواب مین ان کو پیش کرے گا۔ تو انشاء اللہ ایسی منہ کی کہائیگا۔ کہ پھر منہ نہ آئے گا۔ مگر بہشت نصیب ہونے کی کوئی پوچ سے پوچ وجہ بھی نہین لکھ سکا۔ یہ دعا محض ہم جنسیت کے لحاظ سے بے ساختہ زبان و قلم سے سرزد ہو گئی ہے۔ امرتسری کا بیہودت

اور پھر اسپیچ کا ئی نہ جان کر ضرور تا آریہ بن جانے کا یہ بھی ایک باعث ہو
کہ اس کو دیانندیون سے بوجہ مفاد دنیوی دیرینہ تعلق ہے۔ اس لیئے
بھی یہ مقدس پوزیشن تکذیب الرسل والقرآن کی فخریہ قبول کرلی ہے تاکہ
فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا کی نظیر ایک اور مجسم کو ملجائے

کیا ہے بے وفا فیصلہ اچھا مرے حق مین
یہودی نے کیا ہے پاک دامن خود مسلمان کا

چونکہ اشر الناس امرتسری نے اپنا منصب۔ آریہ۔ یہودی عیسائی۔
کا ہمارے مقابلے مین قرار دیا ہے۔ اور بفضل الٰہی ہماری پوزیشن ایک مسلمان
احمدی کی قایم کی ہے۔ لہذا ہم مناسب سمجھتے ہین۔ کہ اپنی پوزیشن
کے مطابق اس تو آریہ تو یہودی۔ تو عیسائی پر اتمام حجت کردین
اسکے اپنے مسلمات سے ہی اسکو ملزم کرین۔ چونکہ امرتسری نے مسلمان کہلانے
کے زمانہ مین جو دلائل نبوت محمدیہ کے اپنے بھائی آریون یہودیون
عیسائیون کے سامنے بیان کر کے اپنے علم مین رسالت محمدیہ کو
ثابت کیا ہے۔ اسی طریق سے ویسے ہی دلایل ہم ثنائی الفاظ مین ہی امرتسری
آریہ سابق مسلمان۔ کے سامنے رسالت احمدیہ کے لیئے رکھتے ہین۔ دیکھین
ان کا کیا جواب دیتا ہے۔ پس سب سے پہلے ہم امرتسری کو دیانندی
آریہ کی جون مین داخل شدہ سمجھکر ان دلائل کو دیتے ہین۔ جو اس نے
اسلامی لباس مین ہو کر آریون کو دیئے تھے۔ بعد ازان جب یہودی
لباس اور عیسائی جامہ مین پیش ہوگا۔ تو وہ ثبوت آپ کے سامنے

اسلامی لباس مین ہو کر آریون کو دیئے تھے - بعد ازان جب یہودی لباس اور عیسائی جامہ مین پیش ہو گا - تو وہ ثبوت آپ کے سامنے رکھدین گے - جو اس نے محمدی بن کر یہود و نصاریٰ کے سامنے رکھا تہا - وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

معزز ناظرین! ثناء اللہ ہداہ اللہ نے تفسیر ثنائی کے مقدمہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت آریون یہودیون عیسائیون کے سامنے بخیال خود عقلی و نقلی پیش کیا ہے - چنانچہ ویسا ہی ثبوت ہم صداقت احمدیہ کا پیشکرتے ہین - امرتسری نے جو دلیل اول اجمالا بیان کی ہے - وہ یہ ہے -

"مقتضائے عقل ہے کہ جو شخص کل جہان سے مخالف ہو کر من جانب اللہ مامور اور نبی ہونے کا مدعی ہوتا ہے - اس کی حالت تین صورتون مین منحصر ہوتی ہے - یعنے یا تو وہ سچا ہی ہوتا ہے - یا دنیا ساز - یا مجنون - پس اسی قاعدے سے ہم آپ کی نبوت کی جانچ کرتے ہین - چونکہ آپ نہ دنیا ساز تھے نہ مجنون اس لیئے شق اول ثابت ہو گی - ورنہ چوتھی صورت بتلائی ہوگی جو ممکن ہی نہین" بلفظہٖ مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۴ کالم پہلا

اس اجمال کی تفصیل مین دو فصلین امرتسری نے قایم کر کے فصل اول مین تو مختصر انتظام ملکی کا بیان کر کے الزام جنون سے دامن نبوت کو پاک کیا ہے - اور فصل دوم مین قرآن مجید سے اور احادیث سے بروایات صحیحہ

وازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین دنیا کی مذمت اور عقبےٰ کی مدح میں چند آیات و روایات میں آپ کے خورد و نوش وغیرہ کے حالات بیان کیئے ہیں۔ کہ آپ نے کبھی سیر ہو کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی۔ آپ کی زرع بوجہ قلت گذارہ بعوض چند سیر جو کے رہن تھی۔ اور آپ چٹائی کے بستر پر لیٹتے تھے آپ نے زکوٰۃ اپنے اور اپنی اولاد کے لیئے حرام کردی۔ گو ان واقعات مجروحہ پر بہت کچھ کلام ہو سکتا ہے لیکن امر زئی نے ان کو دلیل ثبوت گردانا ہے۔ اور ہم نے اسکے مسلمات سے اس کو ملزم بنانا ہے۔ لہٰذا بلاجسرت اس کو چھوڑ کر ایسے ہی واقعات اور دلائل رسالت احمدیہ کے لیئے بھی پیش کر دیتے ہیں۔ چونکہ حضور مسیح موعود علیہ السلام کی ذات مبارک پر دیوانگی کا الزام کسی دشمن نے نہیں لگایا اس لیئے ایسے وہم کی تردید کرنا فضول ہے۔ آیندہ اگر کوئی بمعاش کندہ ناتراش خبط الحواس اشر الناس اس کا مدعی ہوگا۔ تو اس کی عقل درست کر دیجائے گی۔ سردست ہم ثنائی فصل دوم کے مطابق دلایل دیتے ہیں۔

فصل اول

مسیح موعود علیہ السلام کے زہد کی بیان میں

دلیل اوّل

حضرت عبد الکریم صاحب مرحوم جو آپ کے ہر وقت پاس رہنے والے اور دیوار بدیوار سکونت رکھتے تھے۔ فرماتے ہین۔ کہ محمود سلمہ الرب الودود کوئی چار برس کے ہونگے۔ کہ حضرت اقدس معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں صاحب دیا سلائی لے کر بچون کے ایک غول کے ساتھ اندر پہنچے۔ پہلے کچھ دیر تک آپس مین کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ جی مین آئی۔ ان مسودات مین آگ لگادی۔ اور آپ لگے خوش ہوئے تالیان بجانے اور حضرت لکھنے مین مصروف ہین۔ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہین۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے مین آگ بجھ گئی۔ اور قیمتی مسودے آگ کا ڈھیر ہو گئے۔ حضرت کو سیاق عبارت کے ملانے کے واسطے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھا خاموش اس سے پوچھتے ہیں۔ دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا۔ کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔ عورتین بچے اور گھر کے سب لوگ حیران کہ اب کیا ہوگا۔ مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہین "خوب ہوا۔ اس مین اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔ اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ اس سے بہتر مضمون ہمین سمجھائے" صفحہ ۲۰ سیرت مسیح موعود (خدا پر ایمان)

"مولوی صاحب مرحوم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت کے بیٹھنے کا مکان ایسا معمولی ہے کہ زمانہ کی عرفی نفاست کا دلدادہ تو ایکدم کے لئے وہاں بیٹھنا پسند نہ کرے۔ مینے بارہا وہ تخت لکڑی کا دیکھا ہے جس

آپ گرمیوں مین باہر بیٹھتے ہین۔ اس پر مٹی پڑی ہوئی ہے۔ اور میلا ہے۔ جب ہی آپ نے نہین پوچھا۔ اور جو کسی نے مٹی جھاڑ دی جب ہی آپ نے التفات نہین کیا۔ کہ آج کیسا صاف اور پاک ہے صفحہ ۳۸ (بے رغبتی از دنیاء)

آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہمین کسی مکان سے کوئی انس نہیں۔ ہم اپنے مکانون کو اپنے اور اپنے دوستون مین مشترک جانتے ہین۔ اور بڑی آرزو ہے۔ کہ مل کر چند روز گذارہ کرلین صفحہ ۳۸ (بے رغبتی از دنیا)

لباس کا یہ حال ہے۔ کہ ایک پشمینہ کی بڑی قیمتی چادر ہے جس کی سنبھال اور پرتال مین ایک دنیادار کیا کیا غور و پرداخت کرتا ہے۔ حضرت اسے اس طرح خوار کر رہے ہین۔ کہ گویا ایک فضول کپڑا ہے۔ صفحہ ۳۹ (بے رغبتی از دنیاء)

فرمایا۔ میرا تو یہ حال ہے۔ کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے۔ کہ اتنا وقت ضایع جاتا ہے۔ یہ بھی کسی دینی کام مین لگ جائے۔ صفحہ ۳۹۔ (محبت دین)

فرمایا کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کامون مین حارج ہو۔ اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھے سخت ناگوار ہے۔ صفحہ ۳۹ (محبت دین)

فرمایا۔ ہم دین کے لیتے ہین اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہین۔ بس دین کی راہ مین ہمین کوئی روک نہ ہونی چاہیئے

صفحہ ۳۹ (محبّت دین)

مولوی صاحب مرحوم راوی ہین۔ کہ آپ کے مزاج مین وہ تواضع اور انکسار اور ہضم نفس ہے۔ کہ اس سے زیادہ ممکن نہین۔ زمین پر آپ بیٹھے ہون۔ اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہون انکا، قلب مبارک ان باتون کو محسوس بہی نہین کرتا صفحہ ۴۰ (تواضع ز ، گراون خواذان نکوست ،)

آپ نے فرمایا۔ کہ میرا مسلک یہ نہیں۔ کہ مین ایسا تندخو اور بھیانک بن کر بیٹھون۔ کہ لوگ مجھسے ایسے ڈرین جیسے درندے سے ڈرتے ہین۔ اور مین بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہون۔ مین تو بت پرستی کے رد کرنے کو آیا ہون۔ نہ یہ کہ مین خود بت بنوں اور لوگ میری پوجا کرین۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ مین اپنے نفس کو دوسرون پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی خبیث نہین۔ صفحہ ۲۴ (اخلاق محمدیہ)

ایک روز ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا۔ آپکی مسجد مین آیا۔ اور حضرت سے آپ کے دعوے کی نسبت بڑی گستاخی سے کلام کیا۔ اور تھوڑی ہی گفتگو کے بعد کئی دفعہ کہا۔ آپ اپنے دعوے مین کاذب ہین۔ اور مین نے ایسے مکار بہت دیکھے ہین۔ اور مین تو ایسے کئی بغل مین دبائے پھرتا ہون۔ غرض ایسے ہی بے باکانہ الفاظ کہے۔ مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ بڑے

سکون سے سنا کیئے۔ اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام شروع کیا۔ صفحہ ۴۴ (احکام و بردباری)

بارہا قسم کھا کر فرمایا۔ کہ ہم ہر ایک شے سے محض خدا کے لیئے پیار کرتے ہین۔ بیوی ہو بچے ہون۔ دوست ہون سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالےٰ کے لیئے ہے صفحہ ۴۵ (تقوائے و عظمت الہٰی)

فرمایا ہمارا تو یہ اعتقاد ہے۔ کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے۔ تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا ہے۔ ہمیں ذرا بھی بوجھ نہین۔ صفحہ ۵۰ (توکل علی اللہ)

فرمایا۔ ہمارے دوستون کو کس نے بتایا۔ کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ کہ کب آجائے اس لیئے مناسب ہے۔ کہ جو وقت ہے اسے غنیمت سمجھین یہ ایام پھر نہ ملین گے۔ خدا کے لیئے تلافی کرو۔ اور ان جھوٹے تعلقات کی بستگی سے دست کشی کرو صفحہ ۵۱ (دنیا سے دل برداشتگی)

ایک دفعہ آپ نے جالندھر کے مقام مین فرمایا کہ ابتلا کے وقت ہمین اپنی جماعت کے بعض ضعیف ولون کا غم ہوتا ہے میرا تو یہ حال ہے۔ کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کرین گے۔ تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اس عشق و محبت الٰہی اور خدمت دین مین کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اس لیئے کہ مین تو اسے دیکھ چکا ہون۔ پھر یہ پڑھا ھل تعلم لہ سمیا ....

صفحہ ۵۳ (کامل یقین و ایمان باللہ)

مولویصاحب مرحوم راوی ہین۔ کہ کوئی نوکر گو کتنا بڑا نقصان کر دے۔ آپ معاف کر دیتے۔ اور معمولی چشم نمائی بھی نہیں کرتے صفحہ ۵۴
([illegible] و رحم)

ایک مرتبہ آپ نے اپنے خادم حامد علی کو کچھ لفافے اور کارڈ ڈاکخانہ مین ڈالنے کو دیئے۔ حامد علی کسی اور کام مین مصروف ہو گیا۔ اور خط ڈالنے بھول گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد میاں محمود جو ہنوز بچہ تھا۔ کچھ لفافے اور کارڈ لیئے دوڑا آیا۔ کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہین۔ آپ نے دیکھا۔ تو وہی خط تھے جنمین بعض رجسٹرڈ خط تھے۔ اور آپ ... ان کے جواب کے منتظر تھے۔ حامد علی کو بلوایا۔ اور دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا ہی کہا۔ کہ حامد علی تمہین نسیان بہت ہو گیا ہے فکر سے کام کیا کرو صفحہ ۵۴ (صفت عفو و رحم و خلق)

فرمایا کہ میری جائداد کا تباہ ہونا۔ اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھپر آسان ہے۔ بہ نسبت دین کی ہتک اور استہزا ان کے دیکھنے۔ اور اس پر صبر کرنے کے" صفحہ ۵۴ (عظمت اسلام)

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالے بہتر جانتا ہے۔ کہ کھانے کے متعلق مین اپنے نفس مین اتنا تحمل پاتا ہوں۔ کہ ایک جھونپڑے مین دو وقت بڑے آرام سے بسر کر سکتا ہوں صفحہ ۵۵ (توکل و تحمل)

فرمایا۔ ایک دفعہ میرے دل مین آیا۔ کہ انسان کہاں تک

بھوک کی برداشت کر سکتا ہے۔ اس کے امتحان کے لیے چھ ماہ تک مین نے کچھ نہ کھایا۔ کبھی کوئی ایک آدہ لقمہ کھا لیا۔ اور چھ ماہ کے بعد مین نے اندازہ کیا۔ کہ چھ سال تک بھی یہ حالت لمبی کیجا سکتی ہے صفحہ ۵۸ (من می زیم بوحئے خدائی کہ با من است)

آپکے خادم حضرت مولوی صاحب مرحوم راوی ہین۔ کہ آپ سایل کو کبھی رد نہ کرتے۔ جو کچھ میسر ہووے دیتے۔ ایکدن ایسا ہوا۔ کہ نماز عصر کے بعد آپ معمولاً اٹھے۔ اور مسجد کی کھڑکی مین اندر جانے کیلیے پاؤن رکھا۔ اتنے مین اک سایل نے آہستہ کہا۔ کہ مین سوالی ہون اس کی یہ آواز دوسرے لوگون کی آواز مین مل جل گئی تھی۔ غرض حضرت اندر چلے گئے۔ مگر جب نیچے گئے وہی دہیمی۔ آواز جو کان میں پڑی تھی۔ اب اس نے اپنا نمایان اثر آپ کے قلب پر کیا جلد واپس تشریف لائے اور خلیفہ نورالدین صاحب کو آواز دی کہ ایک سایل تہا اسے دیکھو۔ کہان ہے۔ وہ سایل چلا گیا تہا خلیفہ صاحب نے ہر چند ڈھونڈا پتہ نہ ملا۔ شام کو حسب عادت نماز پڑھکر بیٹھے وہی سایل آگیا۔ اور سوال کیا حضرت نے بہت جلدی جیب سے کچھ نکال کر اس کے ہاتھ مین دیا۔ اور اب ایسا معلوم ہوا۔ کہ آپ ایسے خوش ہوئے ہیں۔ کہ گویا کوئی بوجھ اوپر سے اتر گیا چند روز کے بعد ایک تقریب سے ذکر کیا۔ اس دن جو وہ سایل نہ ملا۔ تو مین بہت بیقرار رہا۔ اور مین ڈرتا تہا۔ کہ مجھ سے معصیت سرزد ہوئی۔ کہ مین نے سائل کیطرف دہیان نہ کیا خدا کا

شکر ہے۔ کہ وہ شام کو واپس آگیا۔ ورنہ مین اضطراب مین تھا۔ اور مین نے دعا بھی کی تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کو واپس لائے صفحہ ۵۹

(سخاوت و اخلاق)

اکتوبر ۱۹۰۵ء مین جب حضور علیہ السلام دہلی مین تشریف لائے تو اس وقت یہ عاجز راقم الحروف خاص خدمات پر متعین تھا منجملہ جن کے مہمانون اور اہل بیت حضور مغفور کے کہانے کا اہتمام بھی میرے سپرد تھا مین نے اپنی خواہش کے مطابق حضور کے واسطے علیحدہ سالن کچھہ سبزی ڈلوا کر تیار کرایا۔ اور باقی تمام مہمانون کے لیئے آلو گوشت پکوایا جس وقت کھانا حضور کے روبرو گیا۔ تو دریافت کیا۔ کہ سب کے واسطے یہ سالن پکوایا ہے۔ یا صرف میرے لیئے ہی۔ مین نے عرض کیا۔ کہ حضور کے واسطے ساگ ڈالوادیا ہے۔ اور دیگر مہمانون کے واسطے آلو ڈلوادیئے ہین۔ فرمایا کہ دوجگہ پکوانے کی تکلیف نہ کیا کرو ایک ہی قسم کا کھانا سب کے واسطے پکوایا کرو۔ اور سب کے کھلادینے کے بعد جو سالن نیچے کا بچ رہا کرے اس مین سے تہوڑا سا میرے واسطے بھیجدیا کرو۔ اور اگر آم کا آچار ملے۔ تو اس سے روٹی لگا کر کھانا مجھے پسند ہے۔ بجائے سالن وغیرہ کے چنانچہ ۱۳ یوم تک حضور تشریف فرما دہلی رہے۔ دونون وقت مین نے اپنے ہاتھہ سے کھانا کھلایا۔ ایک قاش آچار آم کے ساتھہ آدھی روٹی تنور کی دن مین اور آدھی شب کو حضور تناول فرماتے تھے۔ اس کے سوا کوئی غذا

رات اور دن مین نہین دی جاتی تھی - بجز دودھ کے ایک گلاس کے وہ بھی پیاس کے وقت. (فنا فی الرسول)

مجھے اخراجات لنگر کے واسطے حضور نے ... روپیہ پہلے روز عطا فرمائے۔ مین نے بڑی احتیاط سے ان کا حساب پائی پائی کا لکھا۔ اور جب وہ رقم صرف ہو چکی۔ تو حساب حضور کے پاس بھیجدیا۔ حکم آیا۔ کہ مین حساب لینے والا نہین ہون۔ نہ حساب لکھنے کی ضرورت ہے۔ جب وہ رقم.......... ختم ہو جایا کرے۔ اور لے لیا کرو۔ چنانچہ آیندہ اسیطرح رہا۔ اخراجات دن بدن بوجہ کثرت آمد خدام کے بڑھتے جاتے تھے۔ روپیہ بھی جلد ختم ہو جاتا تھا، مجھے اس سے ندامت ہوتی تھی۔ کہ دوسرے روز پہلے سے بھی زیادہ روپیہ مانگنا پڑتا ہے۔ اس کو حضور محسوس فرما کر بغیر میری درخواست کے خود ہی ہر روز یا دوسرے روز چالیس پچاس روپیہ برائے اخراجات عطا فرماتے رہے۔ (حسن ظن)

ایک روز حضور کو درد نقرس کی سخت تکلیف تھی۔ خدام نے دن بھر زیارت نہ کی۔ جس سے عام بے چینی خدام کو ہو رہی تھی۔ اور حضور زنانخانے مین تشریف رکھتے تھے۔ پروانون کا اضطراب دیکھکر حضور نے پردہ کرا حضوری مین ہم کو بلایا۔ ہاجز راقم اور امیر المومنین حضرت مولوی حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ و اخویم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب و اخویم خواجہ کمال الدین صاحب حاضر ہوئے

شدت درد سے سخت تکلیف تھی ہیں نے جو سرد مہری از دنیا
کا نمونہ اس وقت حضور مین بچشم خود دیکھا۔ وہ میرے لیے ایمان کو
از دیاد کا باعث ہوا۔ اور حضور پر نور کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت
مل گیا۔ وہ نمونہ کیا تھا۔ اس خاتم الخلفا حجۃ اللہ فنا فی اللہ کو ایسے بستر
پر بیٹھا ہوا دیکھا جس کے ذکر سے بھی ایک دنیا پرست ناک بھون
چڑھائے یعنی آپ کے نیچے ایک بان کی تنی ہوئی چارپائی بچھی
حالانکہ مین نے دس نواڑی پلنگ کرایہ پر منگوا کر زنان خانے مین پہنچا دیے
تھے اجسپر بہت پرانی توشک نہایت میلی اور ایک بے غلاف کا
سرہانہ (تکیہ) وہ بھی پرانا۔ اور اوپر اوڑھنے کا لحاف جس کا استر بہت کم
بہت سا حصہ روئی کا باہر نکلکر لٹکا ہوا تھا۔ دیکھا مجھے دیکھکر حیرت
ہوئی۔ کہ خدا کے فضل و کرم سے حضور کا یہ پایہ اور منزلت ہے کہ اگر
چاہین۔ تو آپ کے واسطے اطلس و کمخواب کے لحاف اور مخمل کے تکیے
اور توشکین بن سکتی ہین۔ مگر یہ حالت نہ اس لیے ہے کہ "عصمت بی بی
از بے چادرے" اس کا باعث سمجھا جائے۔ بلکہ زہد اور بے رغبتی
از دنیا بلا تصنع کے نظر تا س کا سبب ہے۔ (بے پروائی از دنیا)
انہین احباب حاضرین مین سے کسی نے لحاف کی شکستہ
حالت دیکھکر عرض کیا۔ کہ حضور لحاف نیا بنوا دیا جائے۔ تو فرمایا۔ کہ اسکی
تو ضرورت نہیں۔ یہ لحاف بہت اچھا ہے۔ اور مجھے اس مین آرام
ملتا ہے۔ سردی نہین محسوس ہوتی۔ پھر کیا ضرورت ہے جو ہے

آپ کارا زخلوت۔ صلے اللہ علیہ وسلم (بے رغبتی از دنیا)

اس مضمون کی اگر ساری روایتیں جمع کی جائیں۔ تو ایک کامل کتاب بن جائے لیکن ہم اسیقدر پر قناعت کرتے ہیں" کیونکہ ان دو روایات ہی سے دونوں احتمال (جنون اور دنیا سازی) جناب کی ذات ستودہ صفات سے بکلی مرتفع ہو گئے۔ پس احتمالات ثلاثہ میں سے آپ کی نبوت کے متعلق دو کے ابطال کے بعد ایک ہی رہا وہ یہ کہ آپ صادق مصدوق خدا کے سچے مامور تھے فثبت المدعی"

مقدمہ تفسیر ثنائی ص۳ کالم دوم

امرتسری نے دوسری دلیل نبوت محمدیہ علیہ الصلوۃ و التسلیمات کی آپ کی تعلیم سے دی ہے۔ اور اس بیان کو قرآنی شہادتوں سے مبرہن کیا ہے جسمیں توحید کی تعلیم اور شرک سے بیزاری کی آیات کو نقل کر دیا ہے۔ اور یہ دلیل بھی آریوں کے مقابلہ میں بحیثیت مسلمان ہونے کے امرتسری نے پیش کی ہے۔ لہذا اسی کے مطابق ہم اس سابق مسلمان حال آریہ کے لیئے حضرت مسیح موعود کی تعلیم نقل کرتے ہیں

لله ہے

آپ کی تعلیم سے صداقت کا ثبوت

دلیل دہم

"آپ کی تعلیم کا مسئلہ بالکل صاف اور سیدھا ہے بشرطیکہ کچھ انصاف بھی ہو۔ مثلاً توحید باری کو جو اصل الاصول ہے دیکھیئے تو (مسیح موعود نے) کیسا صاف اور صحیح لفظون مین ایسے لوگون کے سامنے جو لاش تک توحید کے قائل مگر عملاً مشرک اور منکر تھے بیان کیا۔ نہ صرف بیان ہی کیا۔ بلکہ مدلل کر کے منوا بھی لیا" مقدمہ تفسیر ثنائی ص۹ کالم

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھہ چیز نہین۔ جب تک دل کی عظمت کیساتھہ اس تعلیم پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ اور وہ تعلیم یہ ہے۔ کہ ابالعین یقین کرین کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے۔ جو اپنی صفات مین ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آرامون پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزون پر اس کو مقدم نہیں رکھتی۔ مگر تم اس کو مقدم رکھو۔ تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشین اس کی خواہشین ہو جائین اور تمہارا سر ہر ایک وقت ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی مین اس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ تقوےٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی

پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو۔ جو دنیا پر کتوں کیطرح گرتے ہین۔ اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتے۔ وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے۔ کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ ہمارا بہشت۔ ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلے لذات ہمارے خدا مین ہین۔ یہ دولت لینے کے لایق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ کہ وہ تمہین سیراب کرے گا۔ مین کیا کرون۔ اور کسطرح اس خوشخبری کو دلون مین بٹھا دون۔ کس دف سے مین بازار وںمین منادی کروں۔ کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لین۔ اور کس دوا سے مین علاج کرون تا سننے کے لیئے لوگون کے کان کھلین۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا مین کیا قدرتین ہین۔ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کیوقت کام آنے والا ہے۔ تم ان لوگون کے پیرو مت بنو۔ جنہون نے سب کچھہ دنیا کو ہی سمجھہ رکھا ہے۔ چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام مین خواہ دنیا کا ہو۔ یا دین کا۔ خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف ہونٹون سے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو۔ کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت بنوگے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ۔ کہ ہر ایک کام کیوقت

ہر مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کر دیا کرو۔ اور خدا کے آستانہ پر گرو۔ کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکلکشائی فرما۔ جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں۔ اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہانتک کہ طاقت مانگنے کے لیئے منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے۔ ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قایم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے مدد نہ مانگو گے۔ تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہ ہو گی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں۔ حالانکہ وہ اس خدا کو جانتے بھی نہیں۔ جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ تو اس کا جواب یہی ہے۔ کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے۔ کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی ہستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے۔ اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے۔ تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں۔ اور دین کی راہ سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے۔ اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا۔ اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو۔ اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی۔ جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے۔ کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں۔ مگر ان پر بھروسہ.....

کرنے سے مبالغہ ہے۔ اور آخر وہی ہو گا جو خدا کا ارادہ ہو گا۔ اور تمہارے لیئے

ایک ضروری تعلیم

یہ ہے۔ کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اسی مین زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے۔ وہ آسمان پر عزت پائین گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھین گے۔ انکو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلیئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدمزادون کے لیئے اب کوئی رسول اور شفیع نہین۔ مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو۔ کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ نجات یافتہ کون ہے وہ جو یقین رکھتا ہے۔ کہ خدا سچ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مین اور تمام مخلوق مین درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ .... نہ اس کے ہمرتبہ کوئی ارسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ مبارک ہو اس انسان کو جو اس راز کو سمجھے اور ہلاک ہو گیا۔ وہ شخص جس نے اس راز کو نہین سمجھا۔ ملخصاً بلفظہ الشریف کشتی نوح

خلاصہ یہ ہے ۔ کہ

"ان (اقتباسون) اور نیز دیگر کلمات طیبات سے تو یہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل مین عظمت الہی ایسی جاگیر تہی ۔ کہ بمقابلہ تعظیم خداوندی و نبی کریمؐ کے اپنی عزت یا بڑائی کو ہیچ جانتے تھے ۔ ہر طرح سے خدا کی توحید اور (محمدؐ صلعم کی) تعظیم ہی کی تعلیم دیتے رہے ۔ یہانتک کہ (محمد صلعم) کے سامنے اپنا مرتبہ بجز (غلامی) کے کوئی دوسرا تجویز نہین فرمایا! اور جہان مماثلت کا دعویٰ ہے وہ فنافی الرسول ہونیکی حیثیت سے ہے)
مقدمہ تفسیر ثنائی ۔

اب سوال یہ ہے ۔ کہ

کیا ایسا شخص جو ہر طرح سے خدا کی عظمت کرتا ہو ۔ اور اس کی توحید کا قایل نہ بخود ہی ہو ۔ بلکہ دوسرون کو بہی باوجود مخالفت شدید کے بہی سکھاتا ہو ۔ تو ایسا خدا کا بندہ ایسی جرأت کرسکتا ہے ۔ کہ خدا پر جہوٹا دعوئے پیغمبری کرے ۔ جس کے معنی دوسرے لفظون مین صریح یہ ہین ۔ کہ گویا خدا کو وہ علیم وقدیر مالک الملک نہین جانتا جب ہی تو اتنی دلیری کرتا ہے ۔ کہ معمولی آدمی ہوکر نیابت خداوندی (اور خلافت محمدی) کا مدعی ہوتا ہے ؟ اس سوال کے جواب مین مین نہین سمجہتا ۔ کہ کوئی منصف مزاج

امرتسری تو آریہ) ہان کہے ۔ بلکہ چارون طرف سے گونج آئیگی نہین ۔ نہین ۔ ہرگز نہین ۔ پس (حضرت مسیح موعود) فداہ روحی نے جو باوجود اسقدر تعظیم الٰہی و (عظمت رسالت پناہی) کے دعوے پیغمبری کیا تو یہ کس بنا پر تھا ؟ بے شک سچے الہام اور حقانی اسلام پر ۔ فتفکّر"

بلفظہ مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۳

آپ کے عملی طریق سے صداقت کا ثبوت

دلیل سوم

ایک دفعہ ایک خادم نے عرض کیا ۔ کہ کیون نہ ہم آپ کو مدارج مین حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب مانین ۔ اس کو سنکر حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کا رنگ اڑ گیا اور آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب اور بے تابی مستولی ہوگئی آپ نے چھ گھنٹے کامل تقریر فرمائی جسمین رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے محامد اور فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برداری

کی نسبت حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اور جناب شیخین علیہما السلام کے فضائل مذکور فرماتے اور فرمایا کہ میرے لیئے یہ کافی فخر ہے کہ مین ان صحابہ رضؓ کا مداح اور خاک پا ہون" (انکسار)

الحکم نمبر ۲۹ جلد ۳۔ مطبوعہ ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء

فرمایا حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا۔ ایک ذرا کینہ اس سے رکھنا موجب سلب ایمان ہے۔ اور اس امام کا تقوےٰ اور محبت الہٰی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کا اقتدا کرنے والے ہین۔ اور جو شخص حسین یا کسی بزرگ کی ائمہ مطہرین مین سے تحقیر کرتا ہے۔ یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ اس شخص کا دشمن ہوجاتا ہے۔ جو اس کے برگزیدون اور پیارونکا دشمن ہے" (انکسار)

اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء

"کیا یہ جھوٹون کی شان ہے۔ کیا جھوٹے دنیا ساز اسیطرح اپنی ہتک عزت کیا کرتے ہین۔ جنکو حصول دنیا ہی مقصود ہو۔ وہ تو جسطرح ہو سکے اپنے مطارب سے مطلب رکھتے ہین (ان کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر مانین یا صحابہ سے افضل) انکی بلا سے ہنین تو راسخ الاعتقاد مرید ملجانے چاہئین۔ جو انکے کمالات کے قائل ہون جس سے ان کی چاندی کھری ہو" بلفظہٖ مقدمہ تحفہ ثنائی صت ۱۴

یہ تینون دلیلیں جنکا ذکر اوپر ہوا ہے۔ بالکل عقلی ہیں اگر انمیں کچھہ نقل کو دخل ہے۔ صرف واقعات بتلانے کے لیئے ہے۔ نہ کہ اصل مدعا کے لیئے یہی وجہ ہے۔ کہ ان دلائل کے مخاطب ہر فرقہ کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور ہیں۔ ان دلائل کے بیان میں جسقدر ہمنے مخالفون کے اعتراضات اور سینہ زوریون سے سکوت کیا ہے اسوجہ سے نہین کیا۔ کہ ہم ان سے غافل اور بے خبر ہیں۔ بلکہ اسوجہ سے کیا ہے۔ کہ انکا جواب (احمدی) میں حسب موقعہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ" بلفظہ مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۵ طبع دوم

امرتسری نو آریہ سے استفسار

بول او امرتسری دہرمگال! جس قسم کی شہادت تونے اپنے دعوے یعنے نبوت محمدیہ کے ثبوت کے لیئے منقولی پیش کی ہے، اسی قسم کی ہم نے نبوت احمدیہ کے اثبات میں تیرے سامنے نقل کر دی ہے یا نہین؟ اور اس کے ساتھہ وہ تمام آیات بینات جو قرآن مجید سے بے ثباتی دنیا و اظہار توحید الٰہی و تردید شرک وغیرہ مین تو نے نقل کی ہین وہ بھی ہمارے استدلال کے ساتھہ شامل کرے۔ کیونکہ مدعی مسیحیت و مہدویت کا ایمان جو حق الیقین کے درجہ پر سے یہ ہے۔ کہ ؎

یکقدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفرست و خسران و تباب

اس لیئے وہ سب دلائل بھی ہمارے ہین۔ اور پھر بتا کہ لاہوری دھرمپال پر اگر تیرے استدلال حجّت ہین اور اُن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہو جاتی ہے تو امرتسری دھرمپال پر ہمارے لیئے ہی دلائل کیون حجّت نہین اور کیون ان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت نہین ہو سکتی؟ اگر تو ہمارے استدلال کو تسلیم کر لے گا تو تیرا ہمارے مقابلہ مین بمثیل آریہ ہونے کا دعوی باطل ہو کر تجھے مسلمان ہونا پڑے گا۔ اور اگر تسلیم نہ کیا تو مثیل آریہ ہونے کا تیرا دعوی سچا اور آیندہ دھرمپال تیرا نام صحیح قرار پائے گا کیونکہ تیرے اسی قسم کے استدلال کو دھرمپال نے بھی تسلیم نہین کیا تھا۔ پس یا انکار سے آریہ ہونے کا ثبوت دے یا اقرار سے مسلمان کہلانے لگ جا۔

جو حالت پسندیدہ ہو اسکا اقرار یا انکار سے اظہار کر دے مگر سمجھ لے

مشو احمق بگفت خویش غرہ | کہ گوینده بسے هستا زپس و پیش
چو گفت خویش را بے عیب خواہی | بچشم دشمنان بین گفتہ خویش

فصل دوم قانون خدائی مسلمہ شائی سے صدا مسیحائی کا ثبوت

یہانتک تو ہم نے تجھکو آریہ جون مین سمجھکر ملزم کرنا ہے۔ آگے ہم تجھے یہودی قالب اور عیسائی لباس مین دیکھکر ایک دلیل ایسی بیان کرتے ہین

جسکے مخاطب خاص کر اہل کتاب (تیرے بڑے بھائی) یہود و نصاریٰ ہونگے (جنکی مماثلت پر ہمارے مقابلہ مین تو فخر کرتا ہے) نہ کہ آریہ وغیرہ" مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۶ اور یہ دلیل بجہیر اتمام حجت کرنیوالی ہے جسکے آگے خواہ تو یہودی بنے یا عیسائی خواہ اہل حدیث کہلائے یا وہابی جانے دم زدن ہی نہیں۔ اور جس سے انکار یا فرار نہ صرف یہودیت و نصرانیت و وہابیت سے ہی تجھکو خارج کر دیگا بلکہ انسانیت و مولویت سے بھی جواب دلاوے گا۔ اس لئے المرء یوخذ باقرارہ بھی تیرا اصول اور والانکار بعد الاقرار تناقض صریح و تہافت قبیح" تفسیر ثنائی جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۱۴۲ بھی مصدقہ بو الفضول ہے۔ اور یہ دلیل تیری مسلمہ ہے۔ اور جو دلیل کفار کے مسلمات پر مبنی ہو وہی دلیل حجت ہوتی ہے اسکا اقرار تفسیر ثنائی جلد چہارم صفحہ ۹ ۔ کے حاشیہ پر تو نے کر لیا ہے۔ لہذا یہ دلیل اٹل بے مثل مسکت بوالوفا و ثبت رہا ہے پیارے ناظرین! اللھم آپ مندرجہ ذیل دلیل کو نہایت غور اور تدبر سے ملاحظہ فرماوین کہ امرت سری یہودی و مثیل آتھم و رجب علی نصرانی نے کس زور سے اسکو نبوت محمدیہ کی دلیل گردانا ہے۔ اور کسطرح اسکو خداوند جل شانہ کا حجبرل مدلل مانا ہے۔ ہم ایک کالم مین نبوت محمدیہ کا پیشکردہ ثبوت ثنائی۔ اور بالمقابل کالم مین رسالت احمدیہ کا اثبات بالفاظ تفصیلاً آب لکھتے ہین۔ وھو ھذا

ثانی دلیل برائے رسالت محمدیہ علیہ الصلوۃ بمقابلہ یہود و نصاریٰ

حضور اقدس کی نبوت کی دلیل بیان ہے

(بائبل سے)

توریت کی پانچوین کتاب استثناء کے ۱۸ باب
۵ آیت مین لکھا ہے - اور ایسا ہوگا
کہ جو کوئی میری باتون کو جنہین وہ
(نبی) میرا نام لے کے کہیگا نہ سنیگا
تو مین اس کا اُس سے حساب لونگا
لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ
کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے
کہنے کا مینے حکم نہین دیا یا اور معبودون
کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاویگا
یہ عبارت زیر خط واضح طور پہ ہمیں
ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی
ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم مین جہان
اور قوانین الٰہی ہین یہ بھی ہے کہ

احمدی استدلال برائے نبوت احمدیہ علیہ الصلوۃ بمقابلہ مثیل یہود و نصاریٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت کی دلیل چہارم (تفسیر ثنائی سے)

اور امرتسری مکذب ادیکھہ تو نے صاف
و صریح الفاظ مین تسلیم کر لیا ہے
کہ نظام عالم مین جہان اور قانون الٰہی
ہین یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی
نبوت کی ترقی نہین ہوتی بلکہ وہ
جان سے مارا جاتا ہے گا
اور یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ جھوٹے
نبی کا قتل کیا جانا ایک عام قانون
الٰہی ہے - اور یہ بھی مان لیا کہ
دعوی نبوت کا دبنہ مثل زہر کے ہے
جو کوئی زہر کھائے گا ہلاک ہوگا -
یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے
اور یہ بھی مان لیا کہ مسیلمہ کذاب اور

کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی
نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے
مارا جاتا ہے (ثنائی حاشیہ) اس سے
یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا
ہے بلکہ ان میں عموم وخصوص مطلق ہے
یعنے یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے
کہ جو شخص زہر کہاتا ہے مرجاتا ہے
اسکے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہر مرنیوالے
نے زہر ہی کہائی ہے بلکہ یہ مطلب ہے
کہ جو کوئی زہر کہائے گا وہ ضرور مریگا
اور اگر اسکے سوا بھی کوئی مرے تو
ہوسکتا ہے گو اس نے زہر نہ کہائی
ہو یہی تمثیل ہے کہ دعوی نبوت
کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی
زہر کہائے گا ہلاک ہوگا۔ اگر اسکے
سوا کوئی ہلاک ہو ممکن ہے ان میں
یہ نہ ہوگا کہ زہر کہالے اور الا
وہ بچ نہ سکے " ۱۲
واقعات گذشتہ سے بھی اسی امر کا

اسود عنسی آخر کار خدا کے زبردست
قانون کے نیچے آکر کچلے گئے
اور کس ذلت اور رسوائی سے مارے گئے
کہ کسی کو گمان بھی نہ تھا" اور اس کا
بھی اقرار ہے کہ "وہ یہودیوں کا بھی یہی
عقیدہ تہا کہ جھوٹا نبی زندہ نہیں رہ سکتا
بلکہ جان سے مارا جاتا ہے" اب
بتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعی
ورسالت ووحی والہام تھے یا نہیں؟
بیشک تھے اسپر نیز اقرار موجود ہے
"وہ مدعی نبوت ورسالت اور
وحی والہام بنتا تھا حالانکہ"
ان میں سے کچھ بھی نہ تھا" بلفظہ
بقدر الحاجۃ حاشیہ اخبار اہل حدیث
مورخہ ۱۲ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۔
۱۔ جبکہ مرزا صاحب علیہ السلام کا دعوی نبوت
کاذبہ کا تھا تو وہ مثل زہر کے ہوا یا نہیں؟
۲۔ اگر ہوا تو اس زہر کو کہانیوالے کا
قتل ہونا لازمی تہا یا نہیں؟

ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی
کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہین
دکھائی یہی وجہ ہے کہ دنیا مین
باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے
جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف
بھی نہین بتلا سکتے (اسلامی نبوت تو
متنازع فیہ ہے اس لئے بتلاتے
وقت اس کا ذکر صحیح نہ ہوگا) مسیلمہ
کذاب اور اسود عنسی کے واقعات
تاریخ والون سے پوشیدہ نہین
کہ کس طرح ان دونون نے اپنے
اپنے زمانہ مین حضور اقدس فداہ
روحی کا جاہ وجلال دیکھکر دعوے
نبوت کئے اور کیسے کیسے خدا پر
جھوٹ باندھے لیکن آخر کار خدا کے
زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے
گئے اور کس ذلت اور رسوائی
سے مارے گئے کہ کسی کو گمان
بھی نہ تھا ۔ حالانکہ تھوڑے سے

۳ اگر لازمی تھا تو مرزا صاحب اس
زہر کو کہا کر بچ رہے یا مارے گئے ؟
۴ اگر بچ رہے تو آپکا دعوی زہر کہانیکا
ہوا یا تریاق کہانے کا ۔ ؟
دیکھ ہم اب تیرے الفاظ مین بھی
اتمام حجت کرتے ہین ۔

(۵) لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے
کہ کوئی بات میرے نام سے کہے
جسکے کہنے کا مینے حکم نہین دیا تو وہ
نبی قتل کیا جاوے ۔ یہ عبارت
زیر خط واضح طور پر ہمین ایک قانون
آلہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے
کہ نظام عالم مین جہان اور قوانین
آلہی ہین یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی
نبوت کی ترقی نہین ہوتی بلکہ وہ
جان سے مارا جاتا ہے ۔ دعوی
نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے
جو کوئی زہر کہاوے گا ہلاک ہوگا ۔
یہ نہ ہوگا کہ زہر کہانیوالا بچ رہے

دنون مین بہت کچھ ترقی کر چکے
تھے۔ مگر تاب کے۔

اب سوال یہ ہے

کیا وجہ ہے کہ عبارت مذکورہ
سے بانی اسلام مستثنیٰ ہے
حالانکہ بقول اہل کتاب - (علیہم
بالستحقوہ) پیغمبر اسلام کاذب تھے
معاذ اللہ۔

پھر مین پوچھتا ہون کیا وجہ
کہ توریت کی عبارت مذکورہ
کے موافق آپ کے گلے پر
کیون تلوار نہ پھری - حالانکہ
آپ لوگون کی ہمشیرہ نے
جناب والا کو دعوت مین زہر
بھی دیا - مگر وہان بھی۔
واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون
بالکل سچا معلوم ہوا اور
واللہ یعصمک من الناس
نے پورا جلوہ دکھایا - کیا توریت

واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا
ثبوت پہونچتا ہے کہ خدا نے کبھی
کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہین
دکھائی یہی وجہ ہے کہ دنیا مین
باوجود غیر متناہی مذاہب ہونیکے جھوٹے
نبی کی امت کا ثبوت جتا لقمہ بھی
نہین بتلا سکتے (اسی سے ثابت ہوا
کہ کرشن علیہ السلام و گوتم بدھ بھی نبی
تھے جبھی تو انکی امتین باوجود انقضا
ہزارہا سال دنیا مین موجود ہین) احمدی
نبوت تو متنازعہ فیہ ہے اسلیے بتلاتے
وقت اسکا ذکر صحیح نہوگا مسیلمہ کذاب
اور اسود عنسی کے واقعات تاریخ
والون سے پوشیدہ نہین کہ کس طرح ان
دونون نے اپنے اپنے زمانہ مین حضور
اقدس فداہ روحی کا جاہ و جلال دیکھکر
دعوے نبوت (کاذبہ) کئے اور کیسے
کیسے خدا پر جھوٹ باندھے لیکن
آخرکار خدا کے (اسی) زبردست

کلام الٰہی نہیں؟

کیا اس مین برکت وصداقت نہین ؟ کیا کسی مسلمان نے اسپر دم کردیا ؟ یا وضو کا پانی ڈالدیا - آخر ہوا تو کیا جو اس کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے باوجودیکہ آپ کئی ایک لڑائیون مین بھی گئے - ان لڑائیون مین آپ کو تکالیف شدیدہ بھی پہونچیں مگر اس پیشگوئی کی تصدیق نہ ہونے پائی پس اگر یہ کلام توریت کا سچ ہے

قانون (یعنے جھوٹا نبی قتل کیا جاویگا) کے نیچے آکر کچلے گئے اور کس ذلت اور رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بھی نہ تھا حالانکہ تھوڑے دنون مین بہت کچھ ترقی کرچکے تھے مگر تباہ کیے - اب (امرتسری سے) سوال یہ ہے کہ

کیا وجہ ہے کہ (قانون) مذکورہ سے بانی (سلسلہ احمدیہ) مستثنے ہے حالانکہ بقول اہل (حدیث) علیہم مایستحقونہ (مسیح موعود) کاذب تھے - معاذ اللہ پھر مین پوچھتا ہون کیا وجہ کہ (تفسیر ثنائی) کی عبارت مذکورہ کے موافق آپکے گلے پر تلوار نہ پھری حالانکہ آپ لوگون کے (بھائی مارٹن کلارک عیسائی) نے جناب والا (پر مقدمہ اقدام قتل) بھی (دائر) کردیا مگر وہان بھی۔ یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس (براہین صفحہ ۵۱۰) نے پورا جلوہ دکھایا - کیا یہ مسئلہ جو مقدمہ تفسیر ثنائی قانون الٰہی نہین ہے ؟ کیا اس مین برکت اور صداقت نہین ہے ؟

تو آپ کی نبوت بھی بڑا کلام حق ہے
ورنہ عیسائیون کا کم سے کم
اتنا فرض تو ضرور ہے کہ
جبتک اس عبارت کی
کوئی توجیہ انکی سمجھ مین
نہ آئے سرور عالم سید الانبیا
سند الاصفیا محمد مصطفٰی
فداہ ابی وامی علیہ افضل
الصلوۃ والسلام کی نبوت کو
تسلیم کرین۔ ورنہ اُن کی
تکذیب سے توریت کی بھی
تکذیب ہوگی ؎
مرادما نصیحت بود و گفتیم

کیا کسی (احمدی) نے اسپر دم کر دیا؟
یا وضو کا پانی ڈال دیا۔ آخر ہوا تو کیا
جو اسکے مطابق حضرت اقدس ع نہ مارے
گئے باوجودیکہ آپ کبھی ایک (شہرون)
مین بھی گئے ان (شہرون) مین آپکو
تکالیف شدیدہ بھی پہونچین مگر اس
پیشگوئی کی تصدیق نہ ہونے پائی پس اگر
یہ کلام (قانون خدائی مندرجہ تفسیر
ثنائی) سچ ہے تو مسیح موعود علیہ السلام
کی نبوت بھی بڑا کلام حق ہے۔ ورنہ
(مثیل یہود و لفظاً ہی امرتسری) عیسائی
کا کم سے کم (اگر دیانتدار ہے) اتنا تو
ضرور فرض ہے کہ جب تک اس
عبارت (مندرجہ تفسیر ثنائی) کی
کوئی توجیہ اُسکی سمجھ مین نہ آئے
(سید الاولیا خاتم الخلفا حضرت
میرزا غلام احمد مسیح موعود)
فداہ ابی وامی علیہ افضل الصلوۃ
والسلام کی نبوت تسلیم کرے۔

عوالت باخدا کردیم و رفتیم	ورنہ انکی تکذیب سے اس مقدمہ تفسیر ثنائی و عام قانون خدائی کی بھی تکذیب ہوگی
بلفظہ مقدمہ تفسیر ثنائی صہ ۱۶ و ۱۷	بلفظہ مقدمہ تفسیر ثنائی طبع دوم صہ ۱۶/۱۷
	من از عہد رویت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
	فرداز بہر این رفتہ ست آدا ناد ہشیارے

میان ثناء اللہ صاحب - ذرا ہوش و حواس درست کرکے فرمائے

تو سہی کہ ہم نے تمہاری مسلمہ دلیل سے ہی صداقت مسیح محمدی علیہ الصلوۃ والسلام ثابت کردی یا نہیں؟ اگر انکار کرو تو پہلے اپنے تفسیر کے مقدمہ کی دلیل چہارم مین جس کو خیر الرسل منجانب اللہ تسلیم کرچکے ہو اُسپر خط نسخ کھینچکر اعلان کردو کہ وہ دلیل غلط تھی اُس سے استدلال ناجائز ہے - اور اگر تردید نہ کرسکو تو تسلیم کے سوا بجز یہودیت کی آڑ لینے کے اور کوئی مفر نہین ہے - اپنی دلیل کا ہمارے مقابلہ مین انکار کرنے سے نبوت محمدیہ سے بھی دست بردار ہونا پڑیگا اگر نہین سمجھے تو ہم انشاء اللہ تمہارے انکار پر بخوبی سمجھا دین گے اور یہ مصرعہ مشہور آپ کی شان مین پڑھ سنائینگے ؏

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی

گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

سن منکر رسالت او بو الجفا یہودی

مغضوب دیر ضلالت او ناسزا یہودی

تجھ مین نہ علم وفن ہے - ہان خوب سفلہ پن ہے
مطلوب جس سے دہن ہے او بیوفا یہودی
دنیا کا تو ہے بندہ سب کام تیرا گندہ
بس پیٹ کا ہے دہندا او پر دغا یہودی
جھوٹی ہین تیری باتین - یا ہین نکمی گہاتین
پڑتی ہین تجھ پہ لاتین صبح و مسا یہودی
کیون راقبت کو چھوڑا - بنیون سے منہ کو موڑا
رشتہ حیا کا توڑا - او بے حیا یہودی
مرزائے قادیانی - بن کر مسیح ثانی
اور مہدئ زمانی ہے آچکا یہودی
تکذیب میرزا کا - تجھکو پڑا ہے چسکا
یون چودہوین صدی کا تو بنگیا یہودی
ڈہی نہین اکیلا کرتا یہ وا ویلا -
ہے او یہ تیرا چیلا اک دوسرا یہودی
تیرا جو وہ پدر ہے - وہ بہی تو دربدر ہے
دریوزہ گر نگر ہے وہ تیسرا یہودی
شرم وحیا گنوائی - جون آریہ کی پائی
یہ تیری کبریائی کی ہے سزا یہودی
اب ہوشیار ہوجا - ہوتا ہے راز افشا

[illegible]

کب تک چلے گا تیرا مکر و دغا یہودی
وہ دن گئے کہ ظالم - کرتا تھا تو مظالم
ذلت کا تیری عالم اب آگیا یہودی
جتنے تھے تیرے بھائی اُن سب کی موت آئی
ہے مصلحت خدائی تو بچ رہا یہودی
اب بھر گیا ہے بیڑا - وقت آگیا ہے تیرا
نزدیک ہے سویرا او پُر جفا یہودی
یہ بھی تجھے خبر ہے - حالت تیری بتر ہے
اَب آب تا بہ سر ہے پہنچا ہوا یہودی
ہے ڈوبنے کو کشتی - او غرق بادہ مستی
پہچان اپنی ہستی او نا خدا یہودی
گر اب بھی باز آئے عیسٰی کو مان جائے
مسلم تو پھر کہائے اور پارسا یہودی
تفسیر اک ثنائی - تو نے جو تھی بنائی
قانون وہ خدائی اس میں جو تھا یہودی
کیا اب وہ مٹ گیا ہے - منسوخ ہو گیا ہے
جاری وہ یا سدا ہے سچ سچ بتا یہودی
دیکھ احمدی سے پالا تیرا پڑا ہے لالہ
منہ ہوگا تیرا کالا اب جا بجا یہودی

تمت

[illegible]

منکر امرتسری کو چیلنج انعام

خدا کے فضل سے ہم نے امرتسری یہودی کو ایسا نیچا دکھایا ہے کہ آجتک اسکو سانس بھی نہیں آیا۔ اس رسالہ نے تو اسپر وہ اتمام حجت کردیا ہے کہ انشاء اللہ تاحیات یاد رکھیگا۔ اب اُس میں دم نہیں رہا کہ وہ احمدی کی گرفت سے اپنا پیچھا چھڑا سکے مگر ہم اُسکی دلی خواہش کے مطابق اس رسالہ کو مبلغ یکصد روپیہ کے انعام کے ساتھہ شائع کرکے روبہ مکار کا راہ فرار بند کردیتے ہیں کہ اگر وہ رسالہ ہذا کا جواب لکھکر یہودیت ونصرانیت کے الزام سے اپنے تئیں بری کر دکھائے اور حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کو جو مقدمہ تفسیر ثنائی کی دلیل چہارم سے کالشمس فی النہار ثابت شدہ ہے باطل کردے تو انعام موعودہ پائے۔ ورنہ پھر احمدیوں کے کبھی مُنہ نہ آئے اور گھٹنوں میں سر چھپائے ذیل کے اشعار اپنا ورد بنائے۔

مجھے یہ احمدی یارب بہت نیچا دکھاتا ہے
کہ جس سے ہر گھڑی ناک میں دم میرا آتا ہے
مری تفسیر سے ہی صدق مرزا ہو گیا ثابت
الٰہی کیا کروں اب تو کلیجہ مُنہ کو آتا ہے
بہت خفت اُٹھائی مینے تفسیر ثنائی سے
نہ مرنے کی گنجائش نہ جینا مجکو بھاتا ہے

رسالہ احمدی دہلی

سنہ ۱۹۱۲ء

قیمت سالانہ ایک روپیہ چار آنے

مندرجہ عنوان نام کا رسالہ دہلی سے ماہوار زیر ایڈیٹری عاجز قاسم علی احمدی شائع ہوتا ہے جس نے اپنی عمر کا پہلا سال نہایت کامیابی کے ساتھ بفضل الٰہی ختم کرلیا ہے۔ اور جنوری سنہ ۱۹۱۲ء سے دوسرا سال شروع ہوگیا ہے اس رسالہ کے اجرا سے بڑی غرض صرف یہ ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام اندرونی مخالفین کے عموماً اور ثناء اللہ امرتسری من الہالکین کے خصوصاً چھوٹے بڑے تمام اعتراضوں کا ایسا جواب دیا جائے جو دندان شکن اور محققانہ ہونے کے علاوہ لاجواب اور مسکت خصیم بھی ہو۔ چنانچہ اسی اصول پر جلد اول کا نمبر اول عاثلمت بہ یہود پر اور نمبر ۲ تا ۷ علامات خلفت کے ناگفتہ بہ حالات پر اور نمبر ۸ و ۹ ثنائی ہرزہ درائی پر اور ۱۰ تا ۱۲۔ ثنائی فرار پر شایع ہوچکا ہے جسکا جواب دینے کی کسی مخالف کو معہ امرتسری ہرزہ درا کے جرأت نہیں ہوئی رسالہ ہذا کا سالانہ چندہ عہ مقرر ہے لیکن جو صاحب جلد اول سنہ ۱۱ء کی بھی خریدیں گے ان سے ہر دو سال کا چندہ بجائے عہ کے صرف دو روپے لیا جائے گا یعنی سال اول سنہ ۱۱ء کا ۱۲ار اور سال دوم سنہ ۱۲ء کا عہ جلد اول کا ۲ر محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا چند جلدیں سال اول کی رہ گئی ہیں۔ جلد خرید لو۔ ورنہ پھر دستیاب نہ ہونگی۔

المشتہر

منیجر رسالہ احمدی دہلی۔ دفتر اخبار الحق۔ ترا ہا بہرام خان دھلی